REG. E.P. No 861

لن تغفل نعانا بحمد اللہ ... الرحمان الرحیم

ایڈیٹر
برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

ہفت روزہ

بدر

رجسٹرڈ ای۔ پی ۸۶۱

فی پرچہ
چھ روپے

فی پرچہ ۲ ر

ترسیل زر و دیگر انتظامی امور کے لئے مینیجر کو لکھیں

جلد ۲ | ۲۸ شہادت ۱۳۳۲ھ ش / ۱۳ شعبان ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۶

اخبار قادیان

قادیان ۲۶ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب معہ بیگم صاحبہ و جملہ درویشان خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

۲۶ اپریل۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی صحت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اس وجہ سے بعض اوقات آمدہ خطوط کا جواب دینے سے معذور رہتے ہیں۔ احباب کرام حضرت بھائی جی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

۱۷ اپریل حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی چند روز کے لئے بریلی تشریف لے گئے ہیں۔

۲۴ اپریل چوہدری ... بنگالی بغرض شادی کیلئے دس بجے صبح کی گاڑی پر بریلی روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے۔

ربوہ:۔ ۲۵ اپریل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب ربوہ خیریت سے ہیں۔ البتہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاؤں میں درد ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر و مقاصد عالیہ میں کامرانی کے لئے مسلسل دعائیں فرماتے رہیں۔

قرآن شریف کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیے جاتے ہیں

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعوےٰ رکھتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں۔ تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اُس کا کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں۔ اور اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں۔ اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے۔ جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور قرآن شریف کا دعوےٰ ہے کہ لھم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ اور یہ وعدہ ہے کہ یجعل لکم فرقانا۔ اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے۔ اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے اُن کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے۔ یعنی بکثرت دیئے جائیں گے۔ ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو کوئی سچی خواب آ سکتی ہے۔ مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ اور ایک پیسہ کو خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا۔ کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی۔ یعنی اُن کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی۔ اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی۔ اور ان کے کلام اور اُن کے کام میں تاثیر رکھی جائے گی۔ اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا اُنہیں اور اُن کے غیر میں ایک فرق بین رکھ دے گا۔ یعنی بمقابل اُن کے باریک معارف ہیں جو اُن کو دیئے جائیں گے۔ اور بمقابل اُن کے کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہوں گی۔ دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔" (مضمون ملحق بہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۳)

روئداد جلسہ مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ نمبر (۱) قادیان

مورخہ ۲۲ ۴/۵۳ بعد نماز عشاء بوقت نو بجے مسجد اقصےٰ میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ اوّل قادیان کا پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خدام الاحمدیہ کا مقررہ عہد دہرایا گیا۔ کلام محمود سے نظم سنائے جانے کے بعد حلقہ ہذا کے زعیم ممتاز احمد صاحب ہاشمی نے مختصر طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور خدمت خلق۔ حصول علم۔ ذکر الٰہی وغیرہ ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور آئندہ کے لئے نمونہ پروگرام احباب کے سامنے پیش کیا۔

اس کے بعد شہامت علی صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے اسلام کی بعض اہم خصوصیات بیان کیں اور بتایا کہ اسلام اپنے پیرو کو وسیع النظر بنانا چاہتا ہے۔ اچھی بات کو اختیار کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ بجائے اس کے وہ کسی کی طرف سے پیش کی جائے۔ اور اپنے اعمال میں نیکی اور زود تی اختیار کی جائے۔ اور خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بعدہ مولوی خورشید احمد صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر انسان کے اندر ترقی کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے اس جذبہ کو ابھارا جائے۔ در حقیقت قوم اور ملک کی صحیح خدمت اس جوانی کی عمر میں ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس بات کی توفیق پانے کے لئے خدا کے حضور دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اور دعا کا بہترین ذریعہ پنجگانہ نماز ہے۔ جسے اچھی طرح اور سنوار کر ادا کرنے سے اصل مقصد پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ نے سچائی، دیانت، اخلاق فاضلہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل سے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا فرمان بھی پڑھ کر سنایا۔

بالآخر صاحب صدر نے خدام سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"جماعت کی ترقی اور افراد جماعت کو احمدیت کے صحیح رنگ میں رنگین کرنے کے لئے اس مجلس کی تنظیم کی گئی ہے۔ ہمیں اس عالیشان مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح تبلیغ کا کام بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جس نور سے آپ خود منور ہوئے ہیں ضروری ہے کہ اس سے دوسروں کو بھی منور کیا جائے۔" تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"بیکاری کئی غلطیوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس لئے کسی خادم کو بے کار نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ مناسب ہے کہ اپنا فاضل وقت دینی معلومات کے حصول میں خرچ کیا جائے۔ اور ساتھ کے ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھے۔"

آخر پر عہد دہرانے اور دعا کرنے پر یہ جلسہ کی کارروائی دس بجے ختم ہوئی۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ (نامہ نگار)

ضروری اعلان برائے جملہ مبلغین ہند

۱۔ صدر انجمن احمدیہ کا موجودہ مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۵۳ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اسلئے تمام مبلغین کرام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بل ہائے سفر خرچ اور دوسرے متفرق بل ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء تک دفتر ہذا میں ارسال کر دیں بعد میں موصول ہونے والے بلوں کی ادائیگی کی ذمہ داری نظارت ہذا پر نہ ہوگی۔

۲۔ جملہ مبلغین کرام نظارت بیت المال کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ پُر کر کے ہر ماہ بھیجا کرتے ہیں لیکن آئندہ علیحدہ رپورٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں البتہ تبلیغی رپورٹ کے خانہ نمبر ۱۰ میں مبلغین طور پر اسباب کا ذکر دیا جایا کرے کہ جماعتوں کا چندہ جات باقاعدہ کرنے میں کس قسم کی جدوجہد کی گئی۔" (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

بانی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ... پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

منظوری تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان تا ۳۰/اپریل ۱۹۵۶ء

نمبر شمار	نام جماعت	عہدہ	نام و پتہ عہدیداران
۱	حیدرآباد	امیر جماعت	مکرم جناب سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ دارالوکالت اندرون افضل گیٹ حیدرآباد دکن
〃		نائب 〃	〃 〃 خان فضل حق خانصاحب منظر ستیہن ۶۔۳۔۱۱۶ حیدرآباد دکن
〃		سیکرٹری مال	〃 〃 سیٹھ محمد اعظم صاحب ۲۔۹۸۰ سالار جنگ بلڈنگس حیدرآباد دکن
〃		نائب 〃 〃	〃 〃 محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ کانسٹیبل۔ B کلاس مکان ۔ ۲۶
۲	سکندرآباد	امیر جماعت	مکرم جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب الہ دین بلڈنگس آکسفورڈ سٹریٹ سکندرآباد
۳	یادگیر	〃 〃	〃 〃 محمد الحی صاحب چاند مارک بیڑی فیکٹری یادگیر دکن
۴	کلکتہ	〃 〃	مکرم جناب محمد شمس الدین صاحب دارالسلام ۱۵ انیو منگرا روڈ کلکتہ ۱۵
۵	سکندرآباد	سیکرٹری مال	〃 〃 سیٹھ یوسف الہ دین صاحب الہ دین بلڈنگس آکسفورڈ سٹریٹ سکندرآباد
〃		〃 تبلیغ	〃 〃 علی محمد الہ دین صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 تعلیم و تربیت	〃 〃 شیخ الدین صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 وصایا	〃 〃 غلام قادر صاحب فرق 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 امور عامہ	〃 〃 فاضل الدین صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
۶	جبلپور نمبرہ	پریذیڈنٹ	مکرم شیخ رجب صاحب او۔ ایم۔ پی چھارسو نگڑہ ضلع سمبلپور۔
〃		سیکرٹری مال	〃 مسعود احمد صاحب 〃 〃 〃 〃
۷	سمبلپور	پریذیڈنٹ	〃 سید محمد احمد صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سمبلپور اڑیسہ
〃		سیکرٹری مال	〃 قمر علی صاحب معرفت 〃 〃 〃 〃
〃		〃 تبلیغ	〃 سید مشتاق احمد صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 امور عامہ	〃 محمود احمد صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 تعلیم و تربیت	〃 محمد احمد صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
۸	پریہ	پریذیڈنٹ و سیکرٹری مال	〃 محمد حسین صاحب C/o انجمن احمدیہ پریہ ڈاکخانہ ریگنا پور براستہ Chalakkara T-C-9
۹	ونگورلا	سیکرٹری مال	〃 محمد ابراہیم صاحب عبدالقادر تکیم ونگورلا ضلع رتناگری بمبئی۔
۱۰	کلکتہ	〃 〃 محاسب	〃 محمد شہاب الدین صاحب ثاقب دارالسلام ۱۵ انیو منگرا روڈ کلکتہ ۱۵
〃		〃 تبلیغ	〃 شمس الدین صاحب 〃 〃
〃		〃 تعلیم و تربیت	〃 میاں محمد شفیع احمد صاحب مالاباری ۴۶ کلکتہ سٹریٹ کلکتہ ۱ 〃
〃		〃 امور عامہ	〃 سید بدرالدین احمد صاحب ۲ کریا روڈ کلکتہ ۱۷
〃		〃 امور خارجہ	〃 محمد احمد صاحب غوری حیدرآبادی 7-Bentinck Street Calcutta 1
〃		〃 ضیافت	〃 میاں محمد شفیع صاحب 〃 C/o Assam Bengal Rubber Works L.T.D 150 B Lower Chitpur Road Calcutta 1
〃		〃 وصایا	میاں شفیع احمد صاحب مالاباری۔ ۴۶ کلکتہ سٹریٹ کلکتہ ۱
〃		〃 تحریک جدید	مکرم میاں محمد عمر صاحب ہگل 31/102 Lower Chitpur Road Calcutta
〃		امام الصلوٰۃ	〃 〃 محمد شفیع صاحب وہرہ۔ C/o Assam Bengal Rubber Works L.T.D. 150 B Lower Chitpur Road Calcutta 1
〃		آڈیٹر	مکرم شیخ خورشید حسن صاحب 17 Shamshul Huda Road Calcutta
〃		نشر و اشاعت	〃 محمد شمس الدین صاحب۔ دارالسلام ۱۵ انیو منگرا روڈ کلکتہ ۱۵
۱۱	ہبلی	پریذیڈنٹ	〃 عبدالرزاق صاحب کتور۔ ۱۔ ۷ بے کتور فورٹ ہبلی (بمبئی)
〃		وائس 〃	〃 حمید الدین صاحب احمدی معرفت 〃 〃 〃 〃 〃
〃		جنرل سیکرٹری	〃 حضرت صاحب منڈاسگر 〃 〃 〃 〃 〃
〃		سیکرٹری مال	〃 محمد حسین صاحب کرنگی 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 بہشتی مقبرہ و تحریک جدید	〃 محبوب صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		سیکرٹری امور عامہ	〃 حکیم عبدالرحمٰن صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		تعلیم و تربیت	〃 دادا بھائی صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 تبلیغ	〃 شیخ عبدالحی صاحب پرزہ والے 〃 〃 〃 〃 〃
۱۲	جمشید پور	〃 مال و تحریک جدید	〃 عبدالمجید صاحب آرڈر ڈیپارٹمنٹ ٹسکو۔ جمشید پور۔
〃		〃 تبلیغ	〃 عبدالحی صاحب 〃 〃 〃 〃
〃		〃 تعلیم و تربیت	〃 سید حمید الدین صاحب 〃 〃 〃 〃
〃		〃 وصایا	〃 سید احتشام الدین صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
〃		〃 امور عامہ	〃 سید حسام الدین صاحب 〃 〃 〃 〃 〃
		محاسب	〃 عبدالحی صاحب 〃 〃 〃 〃 〃

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ————— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تمام جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کے نام یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج سے کراچی میں ایک صدر انجمن احمدیہ قائم کی جاتی ہے میں اس صدر انجمن احمدیہ کو تمام پاکستان کی احمدیہ جماعتوں کے انتظام کا کامل طور پر مساوی حق دیتا ہوں۔ اس سے میری مراد یہ ہے۔ کہ ایک ہی وقت میں صدر انجمن احمدیہ رجسٹرڈ حال ربوہ کو بھی سلسلہ کے ان کاموں کے کرنے کا اختیار ہوگا جو جماعت نے اس کو سونپے ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کو بھی اختیار ہوگا کہ وہ اپنی دائروں میں کام کر سکے۔ میں تمام جماعت ہائے احمدیہ کو جو پاکستان کی کسی جگہ بھی واقع ہوں ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ صدر انجمن احمدیہ کراچی کے ساتھ اسی طرح تعاون کریں۔ جس طرح وہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ساتھ کر رہی ہیں۔ اور اگر کسی وقت صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایات میں اختلاف نظر آئے۔ تو وہ صدر انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایات کو ترجیح دیں۔ لیکن میرے اس حکم کے یہ معنے نہیں کہ جماعتیں اپنا چندہ بھی کراچی بھجوانا شروع کر دیں چندے وہ حسب دستور سابق ربوہ ہی بھجواتے رہیں۔ سوائے اس کے کہ کسی ضرورت کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کراچی کچھ حصہ چندہ کا کراچی بھیجنے کی ہدایت دے۔

میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی ضرورت کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کراچی میری طرف سے ہدایت جاری کرنا ضروری سمجھے تو وہ میری زندگی اسے یہ اختیار بھی حاصل ہوگا۔

میں یہ بھی اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ انسانی زندگی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر ان ہدایات کو منسوخ کرنے سے پہلے میری وفات واقع ہو جائے تو بہتر ہوگا کہ آئندہ خلافت کا مقام عارضی طور پر سندھ یا کراچی میں قائم کیا جائے۔ کیونکہ وہ جگہ مرکزی ہے۔ اور وہاں سے آسانی کے ساتھ بیرونی جماعتوں کے ساتھ تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت اپنی دینی اصلاح اور چندوں کی ادائیگی اور وقف زندگی اور اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن اور غرباء پروری اور ہمدردی اور خدمت خلق اور اچھے اخلاق اور نیک نمونے پیش کرنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے گی اور ان باتوں کو ایسی مضبوطی سے پکڑے گی۔ کہ کوئی روک اسے ان مقاصد سے ہٹا نہ سکے۔

اے عزیزو! گھبرانے کی بات نہیں خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے یہ ہدایات صرف کام کی سہولت کے لئے دی ہیں۔ کیونکہ خدا کا کام ہر انسان کے وجود سے مقدم ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار مرزا محمود احمد

۱۲/۴/۵۶

ہفت وار بدر ۲۰ر اپریل ۵۳ء

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اسی پرچہ کے دوسرے صفحہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا اعلان احباب کرام نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ اگرچہ یہ اعلان خالصۃً پاکستانی اور بیرونی احمدیہ جماعتوں کے لئے ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں ایک علیٰحدہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں قائم ہے۔ اس لئے اس اعلان میں ہندوستانی احمدی مخاطب نہیں۔ لیکن موجودہ مخالفت کے نتیجہ میں جماعت کی نازک حالت کا کسی قدر علم اس اعلان سے ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس بات پر بھی واضح طور پر روشنی پڑتی ہے کہ ہمارے محبوب آقا کے نزدیک اشاعت و خدمت اسلام کا کام بہر صورت مقدم ہے۔

حضور نے اپنے اس اعلان میں جن دس ضروری امور کی طرف مخصوص طور پر احباب جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ وہ ایسا عشرہ کاملہ ہے کہ ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ وہ ہندوستان میں رہنے والے ہیں یا پاکستان اور بیرونی ممالک کے اگر ان چند حروف کو اپنے لوح قلب پر لکھ لیں اور ہمیشہ اُن پر کاربند ہوں تو بلاشبہ وہ اُس گوہر مقصود کو پا سکتے ہیں۔ جس کے لئے وہ احمدیت میں داخل ہوئے اور بیعت کے وقت انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ حضور کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں حضور فرماتے ہیں:-

"میں امید کرتا ہوں کہ جماعت اپنی دینی اصلاح اور چندوں کی ادائیگی اور وقف زندگی۔ اور اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن اور غربا پروری اور ہمدردی اور خدمت خلق اور اچھے اخلاق اور نیک نمونے پیش کرنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے گی اور ان باتوں کو ایسی مضبوطی سے پکڑے گی۔ کہ کوئی ابتلا اُسے ان مقاصد سے ہٹا نہ سکے"

آج جن شدید مشکلات سے ہماری جماعت دوچار ہے اُن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے اور احمدی جماعت کو ان حالات میں سے گزرنا پڑتا مگر ان شدائد اور مشکلات کی موجودگی میں خدمت دین کرنا ہی بڑے درجات کا موجب ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ آج روئے زمین پر حقیقی اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے آپ ہی ہیں۔ ایک زمانہ آتا ہے کہ آپ کی یہ خدمات سراہی جائیں گی۔ لیکن جب تک وہ وقت آتا ہے۔ آپ اپنی جدوجہد میں پہلے سے بڑھ کر انہماک ظاہر کریں۔ اور اپنے آقا کے ارشاد کے مطابق پہلے اپنی دینی اصلاح کریں اور خود اچھے اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوں اور اپنے اندر خدمت خلق۔ ہمدردی اور غربا پروری کے عمدہ اوصاف پیدا کریں۔ اور پھر جس نور سے آپ منور ہوئے ہیں دوسروں کو بھی منور کریں اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن ہمارا اصل مقصود ہے۔ اس کی طرف خاص توجہ دیں۔

اگرچہ مومن کی ساری زندگی ہی خدمت دین میں گذرتی ہے۔ لیکن موجودہ وقت میں اسے ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو خالصۃً اپنی زندگی اُس کی راہ میں وقف کر دیں۔ بس اس تحریک پر لبیک کہنا ہی جماعت احمدیہ کا کام ہے۔ اگرچہ مرکز کی طرف سے ہندوستان میں باقاعدہ مبلغین کام کر رہے ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ کروڑوں کی آبادی کے مقابل پر معدودے چند مبلغین کی کیا نسبت ہے۔ اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہر احمدی بجائے خود مبلغ ہو اور اُس آسمانی پیغام کو زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچانے کی پوری کوشش کرے۔ ایسے مواقع پر خدا تعالےٰ کی پاک کلام قرآن مجید جو سبق ہمیں سکھاتی ہے وہ یہی ہے کہ شدائد اور مشکلات کو دیکھ کر مومنوں کے ایمان بڑھتے ہیں اور وہ اپنے اخلاص اور خدمت دین میں اور ترقی کرتے ہیں۔ پس ناموافق حالات دیکھ کر دلگیر ہونے اور سست پڑنے کی بجائے کمر ہمت باندھیں اور پہلے سے بڑھ کر اخلاص کا نمونہ دکھائیں اور قرآن پاک کی اس محبت بھری کلام پر غور کرتے رہیں۔ اور اُسے ہمیشہ اپنی مشعل راہ بنائیں:-

وکاین من نبیٍّ قاتل معہٗ ربیّون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا

پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس زمانہ میں خدا کے پیارے اور ربی کہلائیں تو ان تمام قسم کی مخالفتوں کو بھول جائیں اور اپنے اصل کام میں لگ جائیں۔ کہ اسی میں فلاح ہے اس کے ساتھ ہی مالی قربانیوں میں بھی اپنے قدم آگے بڑھائیں اور مقررہ چندوں کی ادائیگی میں چستی دکھائیں۔ مبادا چندوں کی باقاعدہ تحصیل میں تاخیر ہونے کے باعث مرکزی کاموں میں تعویق پیدا ہو جائے کہ اپنے پیارے آقا کی امید دل و جان سے بر لانے کی کوشش کریں کہ اس میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ وابستہ ہے۔

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

"رونا آتا ہے ہمیں دیکھ کے حالت تیری"

یہ وہ عنوان ہے جو کانپور کے ایک ہفتہ وار اخبار نے اپنی حال ہی کی ایک اشاعت میں قائم کیا اور اس کے تحت اس زمانہ کے مسلمان کی دین سے لاپرواہی اور اُس کی خستہ حالی کا ذکر کیا ہے۔ ایسی طرح اس سے پہلی اشاعت میں مساجد کی خستہ حالت و نقشہ تصویری پیرایہ میں مسجد کی زبان سے کھینچا گیا ہے۔

ہر دو مضامین کے مطالعہ کے بعد بے ساختہ زبان پر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کے کلمات آتے ہیں۔ اس لئے کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر خدا کے مقدس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو الفاظ نکلے وہ آج حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

" یوشک ان یأتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القراٰن الا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدٰی علماءھم شرٌّ من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود (مشکوٰۃ ص۳۸)

کہ میری اُمت پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ وہ نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور حقیقت مسلمانی اُن سے کوسوں دور ہوگی اور اگرچہ وہ اپنے تئیں حامل قرآن شمار کریں گے لیکن اس کی پاک تعلیمات سے بیگانہ ہوں گے صرف اُس کے الفاظ زبان پر ہوں گے ان کے معانی اور مطالب کی طرف قطعی دھیان نہیں رہے گا۔

اُن کی تعمیر کردہ مساجد اگرچہ ظاہری صورت میں آباد نظر آئیں گی۔ لیکن نور ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اور اُن باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ جو مساجد کے قیام سے مقصود ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ علماء جنہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے خطاب سے نوازا تھا۔ وہ اپنی بداعمالی اور بدحالی کے باعث تمام مخلوقات سے بدتر ہو چکے ہوں گے

ہمیں اس زبان رسول کی طول طویل تشریحات کی طرف جانے کی خاص ضرورت نہیں ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ کاش مسلمان کی اس مہلک مرض کے لئے صحیح نسخہ بھی تلاش کیا جائے۔ یاد رکھیں خدا تعالےٰ نے اسلام کو لاوارث نہیں چھوڑا۔ اُس نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اُٹھائی ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالےٰ اسلام کی ایسی زبوں حالی پر اصلاح اُمت کے لئے کچھ نہ کرے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے۔

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔

پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو مسلمان بگڑے نہیں یا بگڑے ہیں اور اُن کی اصلاح کی صورت خدا تعالےٰ نے ضرور پیدا کی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ خبیث کو طیب سے جدا کرتا رہتا ہے۔ اور یہ بات تو مسلم ہے کہ مسلمان بگڑ چکا ہے۔ اور اس کی حالت اس قابل ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی خاص تقدیر کے تحت اصلاح حال کی صورت پیدا کرے۔ چنانچہ تحقیق کی نظر ڈالنے والے کو اسی آیت کے دوسرے حصہ میں اس کا مکمل جواب بھی مل سکتا ہے کبیدہ خاطر اور دلگیر ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم محبت بھرے دل کے ساتھ ہر اسلامی بھائی کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ احمدیہ جماعت پر غور کرے۔ بلاشبہ اُسے صحیح اسلامی تصویر احمدیت میں نظر آئے گی۔ اور ہر احمدی کو اسلامی تعلیمات کا زندہ نمونہ پائے گا۔ جماعت احمدیہ کی مساجد آج بھی چودہ سو سال پہلے کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کریں گی۔ کاش حق و صداقت کی متلاشی آنکھ اس کی جستجو میں وا ہو!!

"خبروں کی جانچ پڑتال"

بین الاقوامی اور بین المملکتی امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے قرآن کریم میں ایک سنہری اصول ان الفاظ میں نہایت ہی جامع طریق پر بیان کیا گیا ہے

" اذا جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا

یعنی جب کوئی فاسق انسان بظاہر سنسنی خیز خبر تمہارے سامنے بیان کرے تو تمہارا فرض ہے کہ محض اس کی روایت پر اعتبار نہ کرو۔ بلکہ درایت کی کسوٹی پر اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرو۔"

یہ وہ زریں اصول ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے ہی اتفاق اور بین الملکی کشیدگی بہت حد تک دور ہو سکتی ہے۔ بالخصوص موجودہ ترقی یافتہ دور میں تو اس پر اور بھی شدت سے عمل کیا جانا ضروری ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ بے بنیاد خبروں پر کنٹرول اور صحیح خبروں کی جانچ پڑتال باہمی قومی اور ملکی حالات کو بہتر صورت میں بدل سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ فی زمانہ اس طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی۔

اس وقت ہمارے زیر نظر دہلی کے ایک روزنامہ کا مقالہ **افتتاحیہ** ہے۔ جس میں "**پاکستانی تحریک کی خبریں**" کے عنوان سے گذشتہ دنوں ہندوستانی اخبارات میں شائع ہونے والی بعض خبروں پر شدید نکتہ چینی کی گئی ہے اور ساتھ ہی ایسی خبروں کے فراہم کرنے کا الزام جماعت احمدیہ اور اس کے ہندوستانی مرکز یعنی قادیان پر لگایا ہے۔

قبل اس کے کہ اس مقالہ میں بیان شدہ بعض بے حقیقت امور کی با دلائل تردید کی جائے۔ ہم نہایت ادب کے ساتھ گذارش کریں گے۔ کہ کیا ہی بہتر ہوتا جو معاصر کی طرف سے اس مقالہ کی اشاعت سے قبل جماعت احمدیہ کے مرکز سے تحقیق کر لی جاتی اور اگر ان میں کوئی حقیقت نظر آتی تو شوق سے خامہ فرسائی کی جاتی۔ تعجب کا مقام ہے۔ کہ معزز معاصر نے آج سے ڈیڑھ دو ماہ قبل اٹھائی گئی تحریک کی خبریں شائع کرنے والے اخبارات پر تو محض اس بنا پر نکتہ چینی کی ہے۔ کہ انہوں نے بلا تحقیق محض مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے خبریں شائع کی ہیں جو مناسب نہ تھیں مگر خود بھی اس قسم کی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

کاش مندرجہ بالا قرآنی اصول کو پیش نظر رکھا جاتا!! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ظنیات اور شبہات پر بنیاد رکھ کر ایک محل تیار کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں جاری کردہ اینٹی احمدیہ تحریک سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے معزز معاصر رقمطراز ہے:۔

"ہمیں تو ہندوستانی مسلمان کے نقطہ نگاہ سے یہ دیکھنا ہے کہ اس کا ہم پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس تحریک کی آڑ لے کر کس طرح بدنام کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں قادیانی مرکز پوری طرح سے سرگرم عمل ہے۔ اور غیر مسلم پریس کے تعاون سے پاکستان کے مسلمانوں کو بدنام کرنے میں مصروف ہے۔"

(روزنامہ نئی دنیا دہلی مجریہ ۱۴ راپریل ۵۳ء)

جہاں تک اس عبارت کے پہلے حصہ کا تعلق ہے۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے کہ ہندوستان میں اس تحریک کی آڑ لے کر تمام مسلمانوں کو بدنام کیا جانا درست نہیں۔ لیکن اس امر میں پر پشہ کے برابر بھی صداقت نہیں کہ ہندوستان میں قادیانی مرکز (یعنی قادیان) نے غیر مسلم پریس کو پاکستان کے مسلمانوں کو بدنام کرنے میں مدد دی۔ یہ سراسر افترا اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کا ذریعہ ہے۔

بے شک گذشتہ دنوں پاکستانی تحریک کی خبریں حد درجہ مبالغہ آمیز پیرایہ میں شائع ہوتی رہیں۔ اور ان کی اشاعت میں نہ صرف غیر مسلم اخبارات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بلکہ مسلم اخبارات نے بھی ایسی خبروں سے اپنے ورق سیاہ کئے۔ مگر جماعت احمدیہ کے ہندوستانی مرکز (قادیان) کی طرف سے صاف اور واضح الفاظ میں ان خبروں کو مبالغہ آمیز قرار دیا گیا۔ بطور مثال اخبار بدر مجریہ ۲۱ رمارچ ۵۳ء کے پہلے صفحہ کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"جہاں تک اس فتنہ اور شور و شر کے نتیجہ میں جماعت کے جانی اور مالی نقصان کے اندازے کا سوال ہے وہ موجودہ حالات میں ہمارے لئے بتانا ممکن نہیں۔ ہاں جو خبریں بعض ہندوستانی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ اور جن میں احمدیوں کے جانی اور مالی نقصان کو بہت زیادہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ پورے طور پر درست معلوم نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان میں مبالغہ کی آمیزش معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔"

نہ صرف یہ بلکہ اسی پرچہ میں صفحہ ۳ پر اس جھوٹے پراپیگنڈا کی طرف حکومت کو بھی توجہ دلائی گئی اور بعض اخبارات کے معین حوالجات پیش کر کے آئندہ اصلاحی طریق اختیار کرنے کی درخواست کی گئی۔

پس ان حالات میں معزز معاصر کا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ نے غیر مسلم پریس کی معاونت کی ہے۔ سراسر خلاف حقیقت بلکہ افترا محض ہے۔ غیر مسلم اخبارات میں شائع شدہ مبالغہ آمیز خبروں کا الزام تو آپ نے احمدیہ جماعت پر لگایا ہے۔ مگر کیا دیگر مسلم اخبارات کو بروقت ایسی خبروں کی چھان بین اور ان پر مقالات نہ لکھنے کا مشورہ دیا گیا؟ ہمارے پاس متعدد مسلم اخبارات کے کٹنگ موجود ہیں۔ جن میں مبینہ خبروں کے علاوہ مسلم صحافیوں کے مقالے بھی شامل ہیں۔ پھر کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ وہ اخبارات بھی غیر مسلم پریس کی معاونت کرتے ہوئے خود کو بدنام کر رہے تھے

اسباب سے انکار نہیں جا سکتا کہ پاکستان میں جو کچھ ہوا خواہ وہ مبالغہ ہی سہی کچھ نہ کچھ تو اصلیت ضرور تھی۔ اور نام نہاد مسلمانوں نے مذہب کی آڑ میں وہ تخریبی کارروائیاں کیں جو نہ صرف ان کے ملک کے لئے کلنک کا ٹیکہ بنیں بلکہ اسلام کے منور چہرہ پر بدنما داغ کا بھی موجب ہوئیں۔ کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟

پھر پاکستانی ذمہ دار افراد کی نشری تقاریر اور جاری کردہ بیانات اس کا بین ثبوت ہیں۔ کیا ایسے ذمہ دار افسران حکومت بھی ہندوستان کے "قادیانی مرکز" کے زیر اثر تھے یا اسلام کو بدنام کرنے والے عنصر کی تخریبی کارروائیوں سے تنگ آ کر ایسے بیانات جاری کرنے پر مجبور ہوئے تھے؟

جہاں تک پاکستان میں جاری کردہ اینٹی احمدیہ تحریک میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا حصہ ہے جسے معزز معاصر نے "خالص مذہبی" قرار دیا ہے۔ اس کے لئے مناسب ہے کہ رسالہ نگار لکھنؤ بابت ماہ اپریل ۵۳ء کا مقالہ افتتاحیہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ امید ہے کہ اس سے اس تحریک کی "معقولیت" پر بہت کچھ روشنی پڑے گی۔ سہ

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

باقی رہا معزز معاصر کا فرمانا کہ:۔

"جہاں تک "ختم نبوت" کا سوال ہے اس پر مسلمانوں میں دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں ہمارا اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ باب نبوت بند ہو چکا اور اب کسی قسم کے نبی کی بعثت کا کوئی امکان ہی نہیں۔"

اول تو یہ بات جماعت احمدیہ کے مسلمات کے خلاف ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نہایت ہی واضح اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے ہم جس قوت یقین و معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے۔"

(الحکم ۱۹ رمارچ ۰۵ء)

دوم۔ جس طور سے جماعت احمدیہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ اس سے بجائے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالیہ میں منقصت ثابت ہونے کے آپ کا مقام نہایت ہی بلند ثابت ہوتا ہے۔ اور آپ کی شان بہت ہی بالا ظاہر ہوتی ہے کاش تعصب کی عینک اتار کر سنجیدگی سے غور کیا جائے!!

علاوہ ازیں حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمتی اور غیر تشریعی نبی کی بعثت کے امکان کے عقیدہ میں جماعت احمدیہ ہی منفرد نہیں بلکہ اسلامی لٹریچر سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اُمت محمدیہ کی متعدد جلیل القدر ہستیوں نے بھی اس قسم کے خیال کا اظہار کیا ہے۔ جسے احمدیت پیش کرتی ہے۔ ان حالات میں کیا معزز معاصر کا فتوے ایسی بزرگ ترین ہستیوں پر بھی چلے گا جن کے ادنیٰ شاگردوں کے برابر بھی موجودہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

ہم بخوف طوالت ان بزرگان کے اسماء گرامی اور ان کے **اقوال** کا تفصیلی ذکر چھوڑتے ہیں۔ اور صرف اسی قدر اشارہ کافی سمجھتے ہیں والعاقل تکفیہ الاشارۃ (محمد حفیظ بقاپوری)

مبارک مہینہ

عنقریب رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہونے حسب دستور سابق اس سال بھی رمضان المبارک میں دن کے وقت علماء سلسلہ قرآن پاک کا درس دیں گے اور رات کے وقت نماز تراویح اور اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہوگا۔ انشاء اللہ۔

جس نازک دور میں سے اسوقت ہماری جماعت گزر رہی ہے۔ اس کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر ہی سے استمداد کرنا ہر مومن کا فرض ہے اسلئے میں اس مختصر نوٹ کیساتھ ہندوستان کے بھائیوں کو ان بابرکت ایام میں مسیح پاک کی مقدس بستی میں آنیکی دعوت دیتا ہوں پس آئیں اور انواع و اقسام کی خیر و برکت سے مالامال ہوں کہ زندگی کے یہ چند روز جانیوالے ہیں مبارک ہے وہ انسان جو ان کو یاد الٰہی میں گذارتا ہے سہ

عمر بگذشت نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

سمجھو سمجھاؤ ——— اتحاد بین الاقوام

از جناب مولوی فضل حق خاں صاحب سابق سشن جج حال ایڈووکیٹ حیدر آباد دکن

یہ امر غور طلب ہے کہ جذبۂ ہمدردی خیر خواہی، خیر سگالی اور باہم اتحاد کے جذبات کیونکر پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ ہمارا ملک ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے جس میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ جن کی معاشرت، تہذیب و تمدن میں بھی نمایاں اختلاف ہے۔ اختلاف کی وسیع خلیج حائل ہے۔ وہ قریب آنا بھی چاہیں تو نہیں آ سکتے۔ قصہ ہے کہ ایک شخص آبادی سے دور بیابان جنگل میں جا رہا تھا۔ اندھیری رات تھی روشنی بھی پاس نہ تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ایسا معلوم ہوا کہ شیر راستہ میں کھڑا ہے۔ وہ سہم گیا۔ ذرا ہوش سنبھالے اور نظر جما کر غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ شیر نہیں وہ ایک آدمی ہے۔ اندھیرے میں چیزیں صاف نظر نہیں آتی ہیں اسکے علاوہ بیابان جنگل اندھیری رات اور تنہائی ایسی حالت میں آدمی بھی خطرناک ہی ہوتا ہے۔ نامعلوم کہ وہ کس ارادے سے یہاں آیا ہے ممکن ہے کہ وہ رہزن ہی ہو بہرحال خطرہ ہی خطرہ تھا۔

ایک لمحہ تفکر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ایک گم شدہ شخص ہے کسی خطرہ کی بات نہیں ہے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ دونوں فرط محبت سے بیتاب ہو کر گلے ملنے لگے اور اس شعر کے مصداق ہو گئے ؎

دے فلک رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں ایک مدت کے

بہرحال دونوں باہم خوشی خوشی سے ملے اور خوشدلی سے راستہ طے کرنے لگے۔

مختلف لوگوں کی طبیعت میں اسی اختلاف کی وجہ سے ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ خلیج وسیع تر ہو جاتی ہے۔ اور بغض و عناد پر بالآخر منتج ہوتی ہے اور شروع میں اسکی روک تھام کر لی جائے تو پھر اس بدظنی شکوک و شبہات کے عذاب سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔

رستم اور سہراب کی داستان مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب رستم و سہراب کی فوجوں نے مبارزت طلبی کی اور اپنی اپنی فوج سے دونوں پہلوان باہر نکلے رستم نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ سہراب اور اس کی فوج سے مرعوب ہو گیا اپنی فوج کی حوصلہ شکنی مطلوب تھی۔ اس کو ڈر تھا کہ مبادا وہ مغلوب ہو جائے تو سہراب اور اس کی فوج کے حوصلے بڑھ جائیں اور آئندہ رستم کی فوج کا شیرازہ بکھر دیں اور ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑے۔ بہرحال دونوں مدمقابل ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ بالآخر اس جنگ آزمائی میں رستم کو کامیابی ہوئی۔ اور اس نے سہراب کو قتل کیا تو سہراب نے اس کو مطلع کیا کہ ہوشیار رہو میرا باپ تجھ کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ یہ فقرہ سنکر رستم کو تعجب ہوا اور سہراب سے باپ کا نام پوچھا اور معلوم ہوا کہ رستم اس کا باپ ہے۔ . . . .

. . . . دنیا اس کی آنکھوں میں اندھیر ہو گئی۔ اور اس نے خودکشی کر لینا چاہی۔ مگر سہراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا

بہت گرم الفت مراد دل ہوا
مگر کہ آخر تو نہ مائل ہوا

اب اس سے کیا فائدہ! رستم خودکشی سے بچ گیا!!

اس سے ظاہر ہوا کہ باہم جدال و قتال سے پہلے ایک دوسرے کو اچھی طرح جان پہچان لیں نفرت حقارت بغض و عناد باہمی و عیب جوئی نکتہ چینی سے باز آجائیں تو باہمی اتحاد ہو سکتا ہے۔ تہذیب و تمدن کا باہمی اختلاف وجہ عیب جوئی و نکتہ چینی نہیں ہے۔ کوتاہ چشم اس پر کوئی توجہ نہیں سمجھتے کہ وہی باغ زیادہ خوبصورت اور خوشنما ہوتا ہے٭ اس سے باغ کی خرابی نہیں خوبی کا اظہار ہوتا ہے۔ ندی نالوں پہاڑوں کو دیکھو اس سے صانع قدرت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ مختلف رنگ کا لباس پہننے والے آپس میں لڑ پڑتے ہوں ان میں بھی ایک گونہ اتحاد ہوتا ہے۔ کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے ہم کیوں لڑ پڑتے ہیں۔ تمام حالات و واقعات پر غور کرنے سے عقل اسی نتیجہ پر پہنچی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو فی الواقع جانتے نہیں ہیں۔ عیسائی، یہودی، ہندو، پارسی اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مذہبی خیالات کا صحیح علم ہو جائے تو یقیناً وہ اس بغض و عناد کے دوزخ سے محفوظ و مامون رہ سکیں گے ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ یہ متنازعین درحقیقت نہ ہندو ہیں نہ مسلمان وہ محض خرافی پرست ہیں جو بجائے عوام پر خود کو مسلط کئے ہوئے ہیں اور سر سیلان بھیڑ کھالوں کے مصداق ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام۔ شری رام چندر جی بشری کرشن جی مہاراج گرو نانک دیو اور حضرت محمد صلعم اپنے اغراض و مقاصد میں مشترک و متحد تھے۔ ان میں کوئی نزاع نہ تھی خدا کو ہر ایک نے اپنا خدا سمجھا تھا۔ قرآن کریم خدا کو سب کا خالق سمجھتا ہے کسی کو ایذا پہنچانا خدا کی ناراضگی کا موجب ہے۔ ہر نبی نے اس کو ظاہر کیا ہے۔ مخلوقات عالم خدا کو محبوب ہے اور اشرف المخلوقات (آدم) سے وہ تا در مطلق مثل اولاد کے محبت رکھتا ہے۔ ماں باپ کو اولاد یکساں پیاری ہوتی ہے۔ خواہ ان میں بلحاظ عادات افعال و اقوال کے فرق ہو۔ اس سے ماں باپ کی محبت میں اتار چڑھاؤ نہیں ہوتا ہے حتیٰ کہ کسی بچہ کو اس کی بدعملی کیوجہ سے ماں باپ ہلاک کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

دیکھو حضرت نوح نے آخر وقت تک اپنے بیٹے کو کشتی میں طوفان کے وقت بھی سوار ہو جانے کو کہا۔ گویا وہ اس کو فسق و فجور کے باوجود بھی بچانا چاہتے تھے۔ پھر بیاں بچوں کی باہمی نزاع ماں باپ کو تکلیف ضرور پہنچاتی ہے تاہم ان کی محبت میں کمی نہیں ہوتی ہے اور ان بچوں سے جو شخص محبت کرتا ہے اس شخص کی طرف ماں باپ کا دل کھنچ جاتا ہے اور اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے محبوب سے جو شخص محبت کرتا ہے خدا اس سے محبت کرتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ہم خیالی کا نام محبت ہے۔

اتحاد و اتفاق کے لئے ضروری ہے کہ خدا کی مخلوق کی قدر و قیمت کو سمجھا جائے اس سے نیک سلوک کیا جائے۔ برگزیدہ انسانوں نے مختلف لوگوں سے نرمی کا سلوک کیا ہے مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی کتابوں سے افضل و اولیٰ ہے۔ قرآن مجید نے دیگر ادیان کی کتابوں کو تسلیم کیا ہے۔ اس لئے دیگر مذاہب کی کتابوں کی تعظیم و تکریم لازم آتی ہے کہ انہیں بھی خدا کا ذکر ہے۔ اس عمل سے مذاہب کے پیروؤں کے مابین ہم خیالی یگانگت خیر سگالی باہمی خواہی کا جذبہ پیدا ہو کر باہمی حقارت و نفرت دفع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے کسی کی رشتہ داری نہیں اسی سے اس کا تعلق ہے جو اسی کا ہو کر رہے۔

ہم ہر سب سمجھیں اور ہر کو سمجھے نہ کوئے
اور ہر کو جو سمجھے سو ہر کا ہوئے

اور اسی اصول کے مدنظر خدا کا کلام مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں سکھوں پارسیوں عیسائیوں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھا دیں بتلا دیں کہ اللہ کا کلام ہر جگہ اور ہر زبان میں موجود ہے۔ باہم ایک دوسرے کو سمجھ لیں۔ اسطرح باہمی نفرت دور اور اتحاد پیدا ہو جائیگا جماعت احمدیہ نے اس اصول کو مانا ہے۔ کہ ہر خطۂ زمین و ہر زمانہ میں خدا نے اپنے وجود کا اظہار کیا ہے۔ نبی، رسول، مصلح، ہادی، اوتار، رشی، منی ہر ملک و ہر زمانہ میں آئے۔ جماعت احمدیہ عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں کے نبی موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہندوؤں میں شری کرشن جی کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ اس تسلیم کی بنیاد ایک حدیث پہ ہے۔ کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا۔ یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جس کا رنگ سانولا اور نام کنھیا تھا۔

اغیار و معاند کہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ مداہنت یا منافقت کے طور پر رام چندر اور کرشن جی کو ہندوؤں کا پیغمبر مان رہی ہے۔ مگر ان کے اس خیال میں شمہ برابر بھی صداقت نہیں۔ احمدیہ جماعت نے اس کو حقیقت سمجھا اور مانا ہے اور اب تو اس کا اثر دوسرے معقول پسند مسلمانوں پر بھی پڑ رہا ہے۔ اور وہ اس طرف رجوع کر رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک قوم جس کو اپنا ہادی پیغمبر تسلیم کرتی ہو اس سے کوئی دوسرا انکار کرے۔ قرآن مجید نے اس امر کو بوضاحت بیان کر دیا ہے۔ کہ ہر قوم میں ہادی بھیجا گیا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ یعنی ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے۔

(۳)

قرآن حکیم نے باہمی بغض و عناد کے انقطاع اور اتحاد و اتفاق کے استحکام کے لئے یہ نکتہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہر معبد قابل احترام ہے۔ ہندوؤں کے شوالوں اور سکھوں کے گوردواروں کی عزت لازم آتی ہے۔ اور اس لحاظ سے ان کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے اگر ہندو یہ سمجھے کہ گوردوارہ سکھوں کا ہے ہم کو اس سے غرض نہیں ہے۔ اس خیال سے ظاہر ہوتا ہے کہ باہم ہمدردی کے جذبہ کا فقدان ہے۔ چونکہ ہر معبد قابل احترام ہے۔ اس لئے اس خیال کو دل سے نکال کر اس کی قدر و منزلت کرنا چاہیئے کہ جس کا وہ مستحق ہے۔ اللہ نے گھر کی

٭ جس میں رنگ برنگ کے پھول ہوں ہر نوع و اقسام کے پودے اور درخت ہوں یہ اختلاف اسکی رونق کو دوبالا کرتا ہے۔

عبادت فرض انسانی ہے۔ اللہ کے گھر کا نام طریق عبادت کے لحاظ سے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ کسی طرح جائز نہیں کہ جو شخص کسی کے معبد کا احترام نہیں کرتا تو اُسے بزور شمشیر معبد کے احترام پر مجبور کیا جائے۔ عوام الناس مسلمانوں کی یہ غلطی ہے کہ مسجد کے سامنے باجا بجانے سے اُس کی اہانت ہوتی ہے۔ اینٹ پتھر کی عمارت بھلا اس کو جذبات اہانت و عظمت سے کیا تعلق۔ محض اس امر کو باعث جنگ و جدال قرار دینا عقلمندی نہیں۔ اور نہ ہی اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آج صلح کل اسلامی تعلیم پر مسلمان عمل کرتا تو یہ جگ ہنسائی نہ ہوتی ہمیں اغیار سے شکایت نہیں۔ اپناہ دلوں سے بھی گر نہیں اللہ کے گھرانے کا خیال پیدا ہوجائے تو اہانت کا خیال خود بخود کافور ہوجاتا ہے۔ مسجد کے سامنے باجا بجانے سے کوئی اہانت اُس کی نہیں ہوتی ہے نہ کسی کی عبادت ہی میں خلل پڑتا ہے۔ اس خیال سے مسلمان دست بردار ہوجائے تو دوسرے فریق کو لازماً اس پر اصرار نہ رہے گا وہ تو ضد میں ایسا کر رہا ہے ورنہ اس کو بھی مسجد کے سامنے بجانے میں کوئی خاص لطف نہیں آتا ہے۔

ہیر و رانجھا کا قصہ تو بہت مشہور ہے ہیر کو رانجھا سے عشق تھا اور وہ دنیا کے عواقب و نتائج سے اس ضمن میں بے نیاز تھی اک دن وہ اپنی دھن میں چل جا رہی تھی۔ وہ نماز پڑھتے ہوئے ملا کے سامنے سے اسی دھن میں گذر گئی۔ نماز کی حالت میں سامنے سے گذرنا ممنوع ہے۔ وہ ملا نماز توڑ کر ہیر کو گالیاں دینے لگا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں تو سامنے سے گزری ہے اندھی ہوگئی ہے دکھائی نہیں دیتا ہے" ہیر نے کہا" مجھے رانجھا سے عشق ہے سو مجھے کوئی نظر نہیں آتا سو بہ کرتی ہوں کہ نماز کے سامنے سے گذر گئی مگر تو کیسا نمازی ہے کہ نماز تو پڑھتا ہے مگر سب کو دیکھتا ہے تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ میرا ظاہر و باطن تو ایک ہے اور تو ظاہر میں نماز پڑھتا ہے ریا کرتا ہے مکار ہے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے"۔ تو بھئی ایسی نماز سے بجز کہ کسی نے چھینک ماری اور آپ کی نماز ٹوٹ گئی۔ نمازیں ایسی پڑھو کہ باجوں کا شور آپ کے خشوع و خضوع کو منتشر نہ کر سکے۔ قادیان میں مسجد کے سامنے باجا بجایا جاتا ہے۔ لیکن کسی نمازی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے گویا یہ کوئی بات ہی نہیں ہے کوئی اثر نہ لینا چاہیئے۔ تمہارا یہ صبر کچھ دن کے بعد باجا بجوانے والوں کو نادم و شرمسار کر دے گا۔ وہ خود اپنے جذبات سے مجبور ہو کر اس سے باز آجائیں گے آپ کی عبادت خالصۃً للہ ہے تو مزہ دار ذکر کرے گی۔

(۳)

محبت مانع عیب جوئی اور موجب پردہ پوشی ہوتی ہے۔ عیب جوئی قاطع محبت۔ دافع الفت اور واضع نفرت ہے۔ لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کی جائیں۔ اس کا اظہار اس اسلوب سے ہو کہ دوسرے مذاہب کی عیب جوئی نہ ہو۔ اسلام کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی خوبیوں پر نظر رکھو اور ان کو نظر انداز نہ کرو۔ مسلمان کے لئے یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ اُس کی نظر صرف اسلام کے اوصاف پر جمی رہے اور دوسرے ادیان کی خوبی اس کو معلوم ہی نہ ہو۔ اسلام چونکہ آخری زندہ مذہب ہے اس لئے ادیانِ سلف کی خوبیاں بھی اس میں جمع ہیں۔ اسلئے کوئی نہ کوئی خوبی دوسرے مذہب میں بھی ہے اس کی جستجو آپ کی وسعت قلبی اور تبحر علمی کا خاصہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ اس سے محبت کا راستہ کھلتا ہے۔ انقباضِ علمی و مذہبی دور ہوتا ہے

(۴)

ہندوؤں میں ذات پات کا سوال انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ برہمن خدا کے منہ سے چھتری خدا کے بازو سے ویش خدا کے پیٹ سے اور شودر خدا کے پاؤں سے پیدا ہوئے۔ اس طرح اُنہوں نے چاروں ورنوں کی تقسیم کی ہے۔ انہوں نے اسی لحاظ سے اُن کے فرائض بھی معین کر دیئے ہیں۔ برہمن کا کام صرف وید پڑھنا پڑھانا۔ چھتری کا کام حفاظت ملک یا حکومت۔ ویش کا کام تجارت و زراعت اور شودر کا کام محض خدمت ہے وہ غریب وید پڑھنا پڑھانا کجا ان کو سن بھی نہیں سکتا ہے اگر وہ احیاناً سن لے تو اُس کو اس کی سزا بھگتنا پڑتی تھی۔ سزا بھی معمولی نہ تھی۔ کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جاتا تھا۔

اس بینہ پیدائش سے یقیناً اس دور حاضرہ کا کوئی متنفس متفق نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ مجنوں نے ایک کتا دیکھا اُس کو پہچان لیا اور گود میں لے کر اس کے پاؤں چومنے لگا کسی نے اُس سے کہا کیا کر رہا ہے تو اُس نے کہا کہ یہ کتا لیلیٰ کی گلی میں رہتا تھا۔ لیلیٰ کے پاؤں کی مٹی اسکے پاؤں میں لگی ہے۔ اس لئے میں چوم رہا ہوں دیکھو لیلیٰ کے عشق کی وجہ سے مجنوں اس کی گلی کے کتے کے پاؤں چوم رہا ہے اُس کا خیال ہے کہ لیلیٰ کے پاؤں کی مٹی اس کے پاؤں میں لگی ہے۔ لیکن ایک طرف مانا جاتا ہے کہ شودر اللہ کے پاؤں سے پیدا ہوا۔ لیکن دوسری طرف اُس کا فرض صرف خدمت معین کیا ہے اگر اللہ سے محبت ہوتی تو اُس کے پاؤں سے پیدا ہونے والے کی بھی عزت کی جاتی۔ عزت نہ سہی کم از کم اپنے برابر تو سمجھا جاتا۔ کیا خدا کے پاؤں لیلیٰ کے پاؤں سے بھی گئے گذرے ہیں مقام غور ہے

ع غور کر غور کر ہے غور کا وقت

ہندوؤں پر نکتہ چینی جلے دل کے پھپھولے پھوڑنا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ تلخ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ مسلمان نے بھی اسی کی نقل کی ہے۔ اور شیخ سید مغل پٹھان ذاتوں کا ڈھونگ رچایا ہے بغور دیکھا جائے تو ان ذاتوں کا تعلق جغرافیہ سے ہے سید کو خصوصیت حاصل ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہے پٹھان ملک افغانستان کے باشندوں کی نسل سے تعلق نیز یا قریب رکھتا ہے اسی طرح مغل ایران سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیخ بقیہ جملہ مسلمانوں کا مجموعہ ہے اس میں ہر مقام کا مسلمان شامل ہو جاتا ہے مگر بلحاظ زمانہ اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے ہندوؤں کے ورنوں کی تقسیم سے مماثلت پیدا کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ بہر اس کی یہ کوشش نا محمود سعی نا مشکور ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ اسلام نے اس عظمت و تکریمت کا جو معیار بتلا دیا ہے۔ وہاں چھیلوں سے بالکلیہ کوسوں دور ہے یہ معیار قرآنی الفاظ میں یہ ہے۔

"انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم"

مسلمان اپنے تقوٰی کے لحاظ سے بکرم و اکرم ہوتا ہے۔ محض پیدائش کسی کو فضیلت نہیں بخشتی۔ انسان کا عمل و کردار اُس کو نمایاں اور قابل عزت بناتا ہے۔ اور اس کا معیار "تقوٰی" ہے

حالات ملک پر نظر عام ڈالی جائے تو بلا کسی تشریح و توضیح کے معلوم ہوتا ہے کہ موجود برہمن سیاست شارح موجب فساد ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے فساد ہی میں مفاد حاصل کیے مسلمان ہوشیار ہو جائے امن پیدا کرے کہ فساد سے محفوظ ہو کر مفاد حاصل کرے جس میں تحریک امن عالم مضمر ہے کیونکہ مذہب کا اصل الاصول بقول شاعر مشرق علامہ اقبال یہ ہے کہ ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

چونکہ اقوام عالم اپنے مذہبی مرکز سے ہٹی ہوئی ہیں۔ اس لئے باہمی مناقشہ سے دوچار ہیں۔ دور کیوں جاؤ ہندوستان ہی کو دیکھ لو یہ تقسیم ہند باہمی مناقشہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے اس تقسیم ہند کے عین بعد کیا ہوا؟ اس کے اظہار سے زبان قلم تھرتھراتی ہے۔ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ انسانی خون سے ہولی کھیلی گئی اس سے زیادہ بیان کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس فقرہ کو دریا در کوزہ خیال کر لیا جائے اس سے اور زیادہ صراحت پر مجبور ہی کیا جائے تو اتنا ہی کافی ہے کہ کونسا ظلم تھا۔ جو درندوں کے نزدیک جائز نہ تھا۔ انسان کو انس سے تعلق خاص ہے اللہ کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے ہم باہم جدا نہیں کئے جا سکتے۔ خواہ کتنے ہی مناقشے کیوں نہ ہوں مذہب کی بنیاد بھی نفرت و حقارت سخت قابل ملامت ہے۔ کیا حریت خیال قابل تعزیر ہے۔ رسم و رواج کے اختلافات برداشت کرنے کے ساتھ ہی مذہبی اختلافات کی برداشت ازبس ضروری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مذہب میں جبر روا نہیں رکھا گیا۔ اور مسلمان کے لئے تو یہ ناقابل ترمیم اور عین قابل تعمیل حکم ہے۔

"لا اکراہ فی الدین ......"

اس حکم کی بناء پر لازم ہے کہ ابناء قوم محبت کے جذبات سے سرشار ہوں۔ حریت خیال حریت ضمیری کے مسلمہ اصول کے طور پر اختلاف خیال کو برداشت کریں اسے وجہ عناد نہ بنائیں تو جملہ نزاعات کا سد باب ہو جاتا ہے اور اتفاق و اتحاد ان کی جگہ لے لیتا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم خود کو سمجھیں اور اپنے اعمال اسقدر استوار کریں کہ دنیا ہم سے اتحاد و اتفاق کا سبق لے۔

بھائیو! ان باتوں کو سمجھو غور کرو زبان بہنی عمل سے جواب دو اُس میں انسانیت کا بھلا ہے کیا یہ تمہیں منظور نہیں ہے!!

جزاہم اللہ احسن الجزاء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۱ر مارچ تک سو فیصدی وعدہ جات تحریک جدید ادا کرنے والوں کی فہرست ملاحظہ فرمانے کے بعد فرمایا:۔

"جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اخبار کے ذریعہ سے سب کو شکریہ اور دعا کا پیغام پہنچا دیں"

آئندہ حضرت کے حضور پیش کی جانے والی فہرست انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹ر رمضان المبارک تک سو فیصدی ادائیگی کرنے والوں کے ناموں پر مشتمل پیش کی جائے گی۔ احباب جماعت ۲۹ر رمضان المبارک تک اپنا وعدہ سو فی صدی ادا کر کے اپنے امام کی دعاؤں کی برکات حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے

آمین۔

خاکسار

وکیل المال تحریک جدید قادیان

قرآنی شریعت عالمگیر اور غیر منسوخ شریعت ہے

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم بمبئی

بہائی لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اب منسوخ ہے۔ اور اُس کی جگہ بہائی شریعت نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہی شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ جو مختص الزمان یا مختص القوم ہو۔ یا اُس میں تحریف ہو چکی ہو۔ یا یہ کہ وہ اُس زمانے کی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتی ہو۔ لیکن اگر کوئی شریعت

(ا) مختص القوم یا مختص الزمان نہ ہو۔ بلکہ دنیا کی سب اقوام کے لئے یکساں طور پر قابل عمل ہو۔

(ب) وہ شریعت ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے مبرّا اور منزّہ ہو۔ اور ہمیشہ اُس کے تغیر و تبدل سے پاک رہنے کا وعدہ ہو۔

(ج) اُس کی تعلیم ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر پہلو کے لئے کوئی ضابطہ اور لائحہ عمل پیش کرنے والی ہو۔ تو ایسی شریعت ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتی۔

متذکرہ بالا امور کے پیش نظر جب ہم قرآنی شریعت پر نظر ڈالتے ہیں تو اس میں ہمیں تینوں امور ایک عمدہ شکل میں نظر آتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ خود قرآن مجید ان سہ امور کے اپنے اندر موجود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور واقعات زمانہ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ

شریعت اسلامیہ مختص القوم یا مختص الزمان نہیں

قرآن مجید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مختص القوم اور مختص الزمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(ا) تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا (سورۃ الفرقان ع ۱)

ترجمہ:- نہایت ہی بابرکت ہے۔ وہ ذات پاک جس نے یہ قرآن مجید اپنے بندہ (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ سب جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

(ب) إن هو الا ذكر للعالمين ولتعلمن نبأه بعد حين (سورہ ص ع ۵) کہ قرآن مجید سب جہانوں اور سب زمانوں کے لئے ذکر ہے تمہیں اس پیشگوئی کی صداقت آئندہ آنے والے زمانہ میں معلوم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ سب زمانوں کی ضرورت کو پورا کرے گا اور دنیا اس کا ملاحظہ کرے گی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب دنیا کے لئے رسول ہیں

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرماتا ہے۔ کہ وہ ایک قوم اور ایک زمانہ کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ سب دنیا کے لئے اور سب زمانوں کے لئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:-

(۱) قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا (اعراف)

(۲) وما ارسلناك إلا رحمة للعالمين (انبیاء)

کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اعلان کر دو کہ میں سب نسل انسان کے لئے رسول بن کر آیا ہوں خواہ وہ کسی رنگ و نسل اور ملک و قومیت سے تعلق رکھتے ہوں) اور میں ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں۔ اور یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔ آپ کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر۔ چونکہ اُن کی بعثت مخصوص قوموں اور مخصوص علاقوں کے لئے ہوتی ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام لوگوں کے لئے ہے جس کو آپ بعثت الى الناس كافة کے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اسلامی شریعت کے تاقیامت رہنے کا ثبوت

(ا) إن الدين عند الله الاسلام (آل عمران آیت ۱۹)

(ب) ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين (آل عمران آیت ۸۵)

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اب پسندیدہ اور کامل مذہب صرف مذہب اسلام ہے۔ اور جو کوئی شخص اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو بطور دین اختیار کرے گا اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آئندہ زندگی میں ناکام لوگوں میں سے ہوگا۔

پس اسلام مختص القوم اور مختص الزمان مذہب نہیں۔ بلکہ سب قوموں کے لئے اور تاقیامت رہنے والا ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ یہ بھی منسوخ بھی ہو سکتا ہے خیالِ خام ہے۔

شریعت اسلامیہ کا تحریف سے مبرا رہنے کا وعدہ

جب قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ وہ ایک ایسی شریعت ہے۔ جو کسی زمانہ اور قوم سے مختص نہیں تو ضروری تھا۔ کہ اس کے ہر زمانہ میں محفوظ رہنے کا سامان کیا جاتا۔ کیونکہ وہی شریعت قیامت تک جا سکتی ہے جو تحریف و تبدل سے محفوظ رہے۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ حسب وعدہ الٰہی اب تک تحریف سے پاک رہی ہے۔ اور آئندہ بھی پاک ہی رہے گی اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (الحجرات)

کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔

چنانچہ دنیا گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو ہر زمانہ میں پورا کیا۔ اور یہ قرآن مجید ساڑھے تیرہ سو سال کے عرصہ سے بعینہٖ اُسی شکل و صورت میں موجود ہے۔ جس شکل میں شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِسے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ مسلمانوں میں اختلاف ہوا اور وہ مختلف فرقوں میں بھی بٹ گئے۔ مگر قرآن شریف اپنے متن کے اعتبار سے ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ رہا۔ چنانچہ اسلام کے دو زبردست مخالف مستشرقین کی اس بارہ میں شہادت ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) عیسائی مورخ "سر ولیم میور" لکھتے ہیں۔

There is other wise every "security internal & external that we possess that text which Mohammad himself gave forth & used".

(Life of Mohammed)

ترجمہ۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس ہر قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت بھی اور بیرونی بھی کہ یہ کتاب (قرآن مجید) جو ہمارے پاس ہے۔ وہی ہے۔ جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔

(۲) جرمن مستشرق نولڈکے لکھتے ہیں۔

Effort of European scholars to prove the existance of later interpolations in the Quran have failed

(انسائیکلوپیڈیا)

ترجمہ:- یورپین علماء کی یہ کوشش کہ وہ قرآن مجید میں کوئی تحریف ثابت کریں بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے۔

غرض اسلام کے دشمنوں کی شہادات موجود ہیں۔ کہ قرآن مجید کے اندر لفظی طور پر کوئی تحریف نہیں ہوئی اور خدا کی حفاظت کا وعدہ اپنی پوری شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس کی لفظی حفاظت کے لئے خدا نے ایک یہ انتظام فرما دیا۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ شوق و جذبہ پیدا کر دیا۔ کہ وہ اس کلام پاک کو حفظ کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیں۔ چنانچہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک بے شمار حفاظ قرآن مجید ہوئے ہیں اور ہیں جنہوں نے اس کلام پاک کو سینوں میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اگر آج کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے کہ دنیا کی سب کتب جل جائیں یا ضائع ہو جائیں تو قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو بسم اللہ کی بے سے لیکر والناس کے سین تک من و عن ضبط تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی حفاظت کا ایک زبردست کمال اور روشن ثبوت ہے۔

مجددین کی بعثت اور قرآن مجید کی معنوی حفاظت

اب رہا یہ سوال کہ قرآن مجید کے ماننے والے اگر اس پر عمل نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں اور اس کی معنوی حفاظت کے لئے کیا انتظام فرمایا ہے۔ چونکہ اسلام ایک زندہ اور عالمگیر مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے:-

إن الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها (ابوداؤد)

کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تجدید کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہے گا۔ چنانچہ یہ مجددین گذشتہ صدی میں بھی آتے رہے ہیں۔ اور اسلامی تعلیم کی معنوی طور پر حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اور دین اسلام کی تجدید و احیاء کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور اس پیشگوئی کے مطابق اس صدی کے سر پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کے باغ کی حفاظت کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے آکر اسلام کا روشن چہرہ پھر سے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اسلامی تعلیم کو غلبہ دیگر ادیان پر ثابت کیا۔

شریعت اسلامیہ ہر زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے

ان امور کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم روحانی اخلاقی۔ اقتصادی اور معاشرتی غرضیکہ ہر پہلو اور ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے۔ اور وہ ہر زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

(ا) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ع ۱)

یعنی قرآن مجید کو نازل کر کے آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے اسلام بطور دین پسند کیا ہے۔ پھر فرمایا:۔

(ب) ونزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شیءٍ و ھدًی و رحمةً و بشریٰ للمسلمین (النحل ع ۱۲)

کہ ہم نے تجھ پر یہ شریعت ہر ضروری حکم اور تعلیم کو بیان کرنے کے لئے اور ہدایت اور رحمت بنا کر مسلمانوں کے لئے بطور بشارت نازل کی ہے۔ پھر فرمایا۔

(ج) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثلٍ لعلھم یتذکرون قرآناً عربیاً غیر ذی عوجٍ لعلھم یتقون (الزمر ع ۳)

کہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور یہ کہ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور سب بتایا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں ہے۔ تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا

(د) فیھا کتب قیمة (البینہ)

کہ یہ قرآن مجید قائم رہنے والی اور ضروری تعالیم کا مجموعہ ہے۔

پس ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا۔ کہ قرآن مجید کی شریعت ضروری تعالیم کی جامع اور ہر کجی و عیب سے پاک و مبرا ہے۔

قرآنی شریعت منسوخ نہ ہونے والی ہے

جب قرآن مجید کی شریعت نے کامل اور جامع ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی یقین دلایا کہ یہ عالمگیر شریعت والی ہے۔ کبھی منسوخ ہونے والی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ ولن تجد من دونہ ملتحداً (کہف ع ۴)

تو اپنے رب کی اس کتاب کی تلاوت کیا کر جو تجھ پر وحی ہوئی ہے۔ اس کے کلمات و احکام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں اور تجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ ملے گی۔ پھر فرمایا۔

ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (حم سجدہ ع ۵)

جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن مجید) کا انکار کر دیا۔ جب وہ اُن کے پاس آیا۔ وہ سخت گمراہ ہیں۔ حالانکہ یہ قرآن مجید ایک غالب کتاب ہے کہ باطل اس کے آگے اور پیچھے سے راہ نہیں پا سکتا۔ وہ حکیم اور حمید خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ یعنی قرآن مجید میں بیان فرمودہ واقعات اور نظریات اور اصولوں کو کوئی تازہ تحقیقات یا سائنس و فلسفہ کی تحقیقات باطل اور غلط ثابت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس میں بیان کردہ واقعات و اصول خدائے علیم و خبیر کی طرف سے ہیں۔ جس کا علم کامل ہے۔

پھر فرمایا۔

انہ لقول فصل وما ھو بالھزل (الطارق)

یہ ایک مضبوط اور منسوخ نہ ہونے والا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی نہیں۔

الغرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے صراحت سے بتلایا ہے کہ قرآن مجید کے احکام میں کسی تبدیلی یا تنسیخ کا امکان نہیں۔ اور نہ تو گذشتہ علوم و واقعات اس کو غلط ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی آئندہ کوئی تعلیم اس کو باطل یا منسوخ کر سکتی ہے۔ یہ تو "قول فصل" ہے۔ یعنی ایسا کلام ہے جس میں رجوع کرنے یا اُسے منسوخ کرنے کی گنجائش نہیں۔

پس قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ روحانی۔ اخلاقی۔ اقتصادی۔ تمدنی اور معاشرتی تعلیمات کے لحاظ سے ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کلام پاک سب زمانوں میں تحریف و تبدیل سے پاک رہے گا۔ اور یہ فرقان مختص القوم یا مختص الزمان نہیں بلکہ سب نسل انسانی کے لئے ہے خواہ وہ کسی رنگ و نسل اور ملک و قومیت سے تعلق رکھنے والی ہو۔ اور واقعات اور تازہ بتازہ نشانات اسکے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو اب بہائی حضرات کا یہ اعلان کرنا۔ کہ

"شریعت فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد" (الدرر البہیہ صفحہ ۱۲۰) کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ کیونکہ جب شریعت اسلامیہ کامل اور عالمگیر ہے۔ اور سب زمانوں کے لئے ہے۔ اور اس میں کوئی وجہ نسخ موجود نہیں۔ تو پھر بابی شریعت کی کونسی ضرورت پیش آئی۔

الغرض یا تو بابی حضرات کوئی ایسی تعلیم پیش کریں جو اسلامی شریعت میں موجود نہ ہو۔ اور قرآن مجید پیش آمدہ روحانی و اخلاقی ضرورتوں کو پورا نہ کر رہا ہو۔ اور اگر کوئی ایسی بات اُن کے پاس موجود نہیں تو پھر اکمل شریعت کی موجودگی میں بابی شریعت یا کسی اور شریعت کی کیا ضرورت ہے؟ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

اسلامی مجالس کے آداب

خدا کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایسے مذہب کی طرف راہنمائی کی جو ہر طرح سے کامل اور مکمل ہے اور اُس کا رسول زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت اعلےٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔

مہذب دنیا میں جب چند اشخاص کسی جگہ اکٹھے ہوں وہی مجلس کہلاتی ہے۔ ایسی حالت میں بعض باتوں کی پابندی ضروری ہے۔ جو اکیلا ہونے کی حالت میں ضروری نہیں تا اس مجالس کو زیادہ سے زیادہ مفید اور مہذب بنایا جا سکے۔

اسلام کے پیارے مذہب نے مجالس کے آداب میں بہت کچھ روشنی ڈالی ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجالس میں تشریف لے جا کر اُن پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ پس ذیل اسی مضمون پر مختصر طور پر عرض ہے۔

۱۔ فارسی میں مشہور مقولہ ہے "آمدن بارادت رفتن باجازت" یعنی کسی مجلس میں حاضری تو بیشک اپنی خوشی سے ہے۔ لیکن جب حاضر ہو جائیں تو پھر بلا اجازت اس مجلس سے جانا درست نہیں۔ اسلئے سب سے پہلا ادب تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص کسی مجلس میں حاضر ہو جائے تو جب تک باقاعدہ اجازت نہ مل جائے اُس مجلس کو نہ چھوڑا جائے۔

۲۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حضور کسی مجلس میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے بلند آواز سے "السلام علیکم ورحمة اللہ" کہتے۔ اور مجلس کے آخر میں تشریف رکھتے یعنی جب آپ کسی ایسی مجلس میں شریک ہوتے جہاں پہلے سے چند حاضرین موجود ہوں تو آپ آگے گھسنے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ایک کنارے اور پہلو میں بیٹھ جاتے حتیٰ کہ احادیث میں اس بات کی صاف طور پر ممانعت ہے کہ کوئی مجلس میں لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے آگے بڑھا جائے یہ چیز سخت نامناسب ہے اور ایسا کرنے والا بے ادب سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ اسی طرح جب انسان مجلس میں شریک ہو بیٹھے اور اُس کی کارروائی شروع ہو تو ضروری ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ بیٹھا جائے۔ یہ نہ ہو کہ ظاہری طور پر مجلس میں بیٹھے ہوں لیکن خیال کہیں کا کہیں گھوم رہا ہو۔

اسباب کو قرآن کریم نے سخت ناپسند کیا ہے۔ بلکہ قرآن پاک نے تو اس طریق پر غفلت کی حالت میں بیٹھنا حقیقی مومنوں کی عادت میں شمار نہیں کیا۔

۴۔ یہ امر بھی حد درجہ معیوب ہے کہ ایک طرف تقریر ہو رہی ہو اور حاضرین آپس میں باتیں کر رہے ہوں یا اشاروں اشاروں میں ہنسی مذاق ہو رہا ہو۔ ہماری مجالس میں پوری متانت اور سنجیدگی کا نمونہ نظر آنا ضروری ہے۔

۵۔ چونکہ ہماری تمام مجالس دینی اور روحانی ہوتی ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر غیبت چغلخوری یا کسی کی عیب شماری وغیرہ بُرے اخلاق سے پرہیز کیا جائے ایسا نہ ہو کہ نیکی حاصل کرتے کرتے گناہ کا ارتکاب کر لو۔

۶۔ مجالس کے آداب میں یہ امر بھی داخل ہے کہ انسان مجلس کے مناسب حال اپنی زبان اور گفتگو میں تبدیلی پیدا کرے مثلاً اگر شادی بیاہ کی مجلس ہے تو ہنسی اور خوشی کی باتیں کی جائیں۔ اور اگر غمی اور افسوس کی مجلس ہے تو اس کا اظہار کیا جائے۔ ایسے مواقع پر ہنسی قہقہے سخت معیوب ہیں۔

۷۔ خطبہ جمعہ بھی ایک قسم کی مجلس ہے اس میں کسی کو بولنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ اگر تم اپنے ساتھی کو "خاموش" کا لفظ بھی کہو گے تو لغو حرکت کے مرتکب ہو گے پس چاہیئے کہ جمعہ کا خطبہ اُسی قسم کی خاموشی سے سنا جائے جس طرح دیگر نمازوں میں کامل سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔

۸۔ مجالس میں حسب گنجائش کھل کر بیٹھنا ضروری ہے تاکہ مجلس بھری بھری نظر آئے اور اس میں ایک گونہ خوبصورتی پیدا ہو۔ لیکن اگر جگہ تنگ ہو اور سمٹ کر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو اس میں بھی سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس صفت کو مومنوں کی صفات میں شمار کیا ہے۔

۹۔ حتی الامکان اجتماعی مجالس میں حاضری کے وقت صاف ستھرے کپڑے پہن کر جانا چاہیئے۔ اور اگر خوشبو میسر آئے تو وہ بھی لگا کر جانا زیادہ اچھا ہے اور اگر گرمیوں کا موسم ہو تو مناسب ہے کہ غسل کر کے جلسہ میں شریک ہوں تا پسینہ کی بدبو وغیرہ سے ساتھ بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

۱۰۔ اسیطرح یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر کوئی بدبودار چیز بھی کھا کر نہ جائیں تا کہ اسکی بدبو بھی پاس بیٹھنے والوں کی اذیت کا موجب نہ ہو۔

بہرحال یہ چند ایسے آداب ہیں جو کسی مجلس میں جاتے ہوئے ملحوظ رکھنے ضروری ہیں اگر ہم انکی پابندی کریں اور ان پر باقاعدہ عمل کرنا شروع کر دیں تو ہماری مجلسیں زیادہ سے زیادہ مفید اور برکت کا موجب ہو سکتی ہیں۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق دے اور صحیح رستے پر چلائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کارنامے

(۴)

چوتھے نمبر پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ کا زریں کارنامہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے نازک مذہبی احساسات کے تحفظ کے رنگ میں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص کو اپنے معتقدات سے محبت و دلبستگی ضرور ہوتی ہے اور اس بارہ میں اس کے احساسات نازک حد تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس فطرتی چیز کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ اسلام کی پاک تعلیم کی روشنی میں اس ضروری امر کی طرف ہی اپنے اہل وطن کو اپنے آخری لیکچر میں توجہ دلائی۔ مثلاً آپ نے فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طرق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (سورۃ الانعام ع ۱۳) یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالیاں مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دینگے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بُت کچھ چیز نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے۔ کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھیر جاؤ۔" (پیغام صلح صفحہ ۲۲)

اس سلسلہ میں میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنا ذاتی نمونہ بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ

آپ نے ہندوستان کی ہندو اور مسلم دو بڑی قوموں کے درمیان ہمیشہ کی صلح کرانے کے لئے ایک عمدہ تجویز پیش کی۔ کہ جس کی آج بھی اُسی طرح ضرورت ہے۔ جو کسی وقت پہلے تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک طرف مسلمان قوم اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت رکھتی ہے۔ جن کی والا شان کے متعلق کوئی کلمہ گستاخی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور دوسری طرف ہندو قوم گائے کے بارہ میں نازک احساسات رکھتی ہے۔ پس مناسب ہے کہ دونوں قوموں کے نازک احساسات کا پاس کرتے ہوئے ایک طرف ہندو صاحبان یہ اقرار کریں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے سچے رسول تھے جو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے۔ اور یہ کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح کہ ایک سچے رشی اور اوتار کی کی جاتی ہے۔ اور آپ کے متعلق کوئی کلمہ بے ادبی یا گستاخی کا اپنی زبان پر نہیں لائیں گے

تو پھر

یہ گائے کا جھگڑا ابھی درمیان سے اُٹھایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں گائے حلال ہے۔ یہ نہیں کہ اس کے گوشت کا استعمال ضروری ہے پس اتنے بڑے فائدہ کے مقابل پر یہ بات ترک کی جا سکتی ہے۔

اس عمدہ تجویز کے ساتھ آپ نے ایک ایسا رستہ تجویز کر دیا جو نہ صرف فسادات کو دور کرتا ہے بلکہ باہمی اُلفت و محبت کے تعلقات کو بھی بڑھاتا ہے۔ پھر نہ دستخط کرانے کی مہم کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ جلسے جلوس نکالنے کی حاجت پیش آتی ہے۔ کیونکہ اگر مسلمانوں کے محبوب آقا کا نام عزت و احترام سے لیا جانے لگتا ہے۔ تو دوسری طرف ہندو قوم کے گائے کے متعلق نازک احساسات کا بھی پاس کر لیا جاتا ہے۔

یہ عملی مثال تو میں نے صرف ہندو قوم کے نازک مذہبی احساسات کے متعلق دی ہے۔ اب میں بطور نمونہ ایک ایسی مثال ذکر کرنا چاہتا ہوں جو سکھ قوم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جو یہ ہے کہ

تقسیم ملک کے بعد جب جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز سے بھی ایک کثیر حصہ کو ہجرت کرنی پڑی اور پاکستان کے قیام پر انہیں اس علاقہ میں اپنے علیحدہ مرکز کی ضرورت پڑی تو حکومت کی طرف سے ننکانہ صاحب کی پیش کش کی گئی۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جماعت کا مرکز ننکانہ صاحب کو بنانے کے لئے محض اس وجہ سے انکار کر دیا کہ سکھ قوم کے مذہبی احساسات اُس مقدس سرزمین کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مبادا جماعت احمدیہ کا مرکز کھل جانے سے سکھ قوم کے نازک احساسات کو ٹھیس پہنچے۔ اسلئے کہ جیسے ہم لوگ نہیں چاہتے کہ ہمارے مذہبی مقامات مقدسہ پر دوسری قوم کا قبضہ ہو تو ہم کیسے روا رکھیں کہ کسی دوسری مذہبی جماعت کے مقدس مقام پر ہم اپنا قبضہ جمالیں۔

سو اس خیال سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا اور اس بات کو گوارا کر لیا کہ ایک قطعہ زمین کو قیمتاً خرید لیں اور اس جگہ اپنے نئے مرکز کو جاری کریں۔ سو خدا کا فضل ہے کہ اس اولوالعزم امام نے ایسا ہی کر دکھایا اور آج جماعت احمدیہ کا عارضی مرکز ایک بے آباد اور بنجر علاقہ کو خرید کر اس میں تعمیر کیا گیا ہے۔

پس یہ چیز بھی درحقیقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کے کارنامہ میں داخل ہے۔ کیونکہ آپ ہی کے سپوت اور روحانی قائم مقام نے آپ ہی کی تعلیم کی روشنی میں اس کا نمونہ دکھایا۔

(۵)

پانچویں نمبر پر آپ کا زبردست کارنامہ جو ملکی ترقی اور امن عامہ کے قیام کے سلسلہ میں آپ نے سرانجام دیا وہ یہ ہے کہ

آپ نے فرمایا کہ ملک کی ترقی فساد اور بغاوت کے ذریعہ نہ چاہی جائے بلکہ امن اور صلح کے ساتھ گورنمنٹ سے تعاون کر کے اس کے لئے کوشش کی جائے۔

اگرچہ آپ نے اس نظریہ کو ایسے وقت میں پیش کیا جبکہ ایک غیر ملکی حکومت برسر اقتدار تھی لیکن آپ نے جس نہ مٹنے والے اصول کو پیش کیا (اور ہمیشہ خود بھی اس پر عمل کیا اور اپنی جماعت کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کی) اس کی حقیقت آج بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے۔

اپنے حقوق کو حکومت کے ساتھ تعاون کے ذریعہ جس سہولت اور آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عدم تعاون سے نہیں۔ کیونکہ اس طرح اپنے ہی ملک کی قوت کمزور ہوتی اور اس کی ترقی میں روک پیدا ہوتی ہے۔

اس جگہ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ تعاون سے مراد خوشامد نہیں۔ خوشامد اور چیز ہے۔ کیونکہ ہر شخص معمولی غور و فکر سے معلوم کر سکتا ہے کہ خوشامد اور عہدوں کی لالچ ملک کو تباہ کرتی ہے۔ اور غلامی کو دائمی بنا دیتی ہے۔ مگر تعاون آزادی کی طرف لے جاتا ہے۔

چنانچہ دیکھو:۔

۱۔ خوشامد کرنے والا اپنی مطلب براری کے لئے اس آسان حربہ کو استعمال کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ خود بھی محنت و مشقت کرنے کی بجائے ناکارہ بن کر اپنی اعلےٰ استعدادوں کو کھو بیٹھتا ہے۔

۲۔ پھر جس کی خوشامد کی جاتی ہے بجائے اُس کو قابلیت بڑھانے اور ترقی کے میدان میں عملی جد وجہد کے ساتھ آگے بڑھنے کا موقعہ دینے کے بالکل نکما کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ چاروں طرف سے اپنی تعریف کے گیت سُنتا ہے تو لازماً سست پڑ جاتا ہے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ اور یہی مقام انسان کی تباہی کا ہے۔ کہ باوجود جاہل و ناکارہ ہونے کے اپنے تئیں لائق خیال کرے ورنہ بڑے سے بڑا اور لائق آدمی بھی اپنے تئیں حقیر اور ہیچ محض قرار دیتا ہے۔ جس سے اُس کا ہر قدم ترقی کی طرف اُٹھتا ہے۔ وہ ایک مقام پر پہنچ کر تسلی نہیں پاتا بلکہ ہمیشہ اُسے ترقی کا میدان وسیع سے وسیع تر نظر آتا ہے۔

۳۔ خوشامدی جاہل اور بے ہنر اور ہر قسم کی قابلیت سے عاری ہونے کے باعث دوسروں کا دست نگر رہتا ہے۔ اور اس طریق سے غلامی کے بندھن کو مضبوط کرتا ہے۔

۴۔ اور پھر خوشامد ہی لوگوں میں چھوٹے بڑے دو طبقے قائم کر کے ملک میں نہ ختم ہونے والے افتراق و انشقاق کی بنیاد ڈال دیتی ہے۔ اور اس طرح قوم کو اعلےٰ اخلاق سے عاری کر دیتی ہے۔

مگر اس کے مقابل پر تعاون:۔

۱۔ دو شخصوں میں مساوات کو چاہتا ہے جس سے امیر و غریب یا چھوٹے بڑے کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔ اور ایک ہی پلیٹ فارم پر آ کر جد وجہد جاری ہو جاتی ہے۔

۲۔ "معاونت" کے یہ معنے ہیں کہ ایک شخص جس مقام پر ہے اور جس جد وجہد میں مصروف ہے اُسے باحسن طریق انجام دینے کے لئے اُس کو مدد دی جائے۔ اس سے ایک طرف مدد دینے والے کی ذاتی قابلیت بڑھتی ہے اور اُسے بھی محنت و مشقت کی عادت پڑتی ہے۔ تو دوسری طرف جس کی مدد کی جا رہی ہے۔ اپنے ہی ملک کے بہت سے افراد کو ایک ہی مطمح نظر کے لئے سچے ہمدرد پا کر اپنا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اس طرح پر کہ:۔

اگر وہ حکومت کا افسر ہے اور اُسے نظام حکومت کے چلانے میں کچھ دخل ہے تو اس تعاون سے نظام مضبوط ہوگا۔ اور ملک ترقی کرے گا۔ اور جب ہر سچے ہمدرد کی قدر کی جائے گی تو اس کی خوابیدہ قوتیں بھی بیدار ہوں گی۔ اور وہ بھی یقین کرے گا کہ حکومت میں میرا بھی ہاتھ ہے۔ اور دراصل حقیقی جمہوریت اسی کا نام ہے۔ گویا سچے تعاونِ قومی کا دوسرا نام

جمہوریت ہے۔

یعنی اگرچہ ملک کے افراد کثیرہ ہی پس پردہ حکومت

چلاتے ہیں۔ لیکن ان کی یک جہتی اور یک رنگی ایک نقطہ مرکزی پر آکر جم جاتی ہے۔ اور ان کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

(۶)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا چھٹا کارنامہ یہ ہے کہ آپ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جب اسلام کے تنزل کا وقت تھا۔ اور مسلمان اگرچہ نام کے مسلمان تھے۔ لیکن حقیقتاً مسلمانی اُن سے کوسوں دور تھی۔ نام کو وہ قرآن پاک کو اپنی شرعی کتاب جانتے تھے۔ مگر اس کے مغز اور اُس کی اصلیت سے قطعی ناواقف تھے گویا حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حرف بحرف پورا ہو رہا تھا:۔

میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ بھی
آئیگا جب صرف نام کا اسلام
رہ جائے گا۔ اور قرآن صرف الفاظ
ہی باقی ہوں گے اُن کی روح اور حقیقت
لوگوں کے دلوں سے غائب ہو چکی ہوگی۔

پس ایسی حالت میں آپؑ کی بعثت ہوئی۔ مگر آپ نے خاص تائیدِ الٰہی سے اسلام کو پھر سے تازہ کیا اور اُس کی مقدس اور مطہر تعلیم کو پھر سے اصل شکل و صورت میں پیش کیا۔ اور اپنے زیرِ سایہ تربیت یافتہ افراد کو بالکل ایسے رنگ میں رنگین کر دیا جیسے آج سے چودہ سو سال پیشتر صحابہ کرامؓ تھے۔ اور فرمایا ؎

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

اگرچہ دنیا کا بیشتر حصہ ابھی تک اس مسیح پاکؑ کے اصل مقام سے بے خبر ہے۔ مگر آپ کے مخالفین اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ چنانچہ علامہ اقبال نے اس بات کا برملا اعتراف بایں الفاظ کیا:۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے۔ اور یہ ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اپنے پیشِ نظر رکھیں۔ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر مطبوعہ مرغوب ایجنسی ۱۹۱۶ء)

یہ رائے علامہ اقبال ہی کی نہیں بلکہ حقیقت میں جو شخص بھی سنجیدگی سے غور کرے گا۔ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ بلاشبہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ثریا سے ایمان اور قرآن کو لائے اور ایک دنیا کو دوبارہ ایمان سے منور کر دیا۔ اور گو ہر قرآن سے آراستہ کیا کہ اسلامی تعلیم کا حقیقی نمونہ دکھا دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۷)

ساتویں نمبر پر آپ کا ایک اور شاندار کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے دنیا میں تشریف لا کر انبیاء سابقین کی طرح ان بے شمار قسم کی لغو اور فضول رسوم کو دور کیا۔ اور اس بھاری اور ناقابل برداشت بوجھ سے ایک دنیا کی گردن آزاد کر دی۔ ان رسومات کی وجہ سے ہزاروں روپیہ محض لغویات میں خرچ ہوتا۔ ایسے اخراجات کو بند کر کے اس کی جگہ خدمت دین و وطن کے لئے اپنے اموال خرچ کرنے کی تحریک جاری کی۔ تا اس کے ساتھ قوم کا جمود دور ہو اور اُن کے لئے ترقی کا ایک وسیع میدان تیار ہو جائے۔ چنانچہ:۔

شادی بیاہ کے مواقع پر جو ہزارہا روپیہ مختلف قسم کی رسوم کی ادائیگی پر خرچ کیا جاتا اُس پر پابندی لگا دی تا ایک طرف سادگی پیدا ہو تو دوسری طرف محنت اور مشقت سے کمایا ہوا مال ایسے ہی ضائع نہ جائے۔

اسی طرح کسی آدمی کے مر جانے پر اس کے لئے چہلم وغیرہ منانے کی بجائے اصل اور دائمی نیکی کی راہ کھول دی اور دمیت کا مسنون طریق منظم صورت میں پیش کیا۔ جس کا ایک عالمگیر فائدہ مترتب ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دلائی اور غرباء پروری اور خدمتِ خلق کی تلقین کی۔ جس سے بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جذبہ جاگ اُٹھے۔ اور باہمی الفت و محبت کے جذبات اُبھر آئیں۔ پھر گنڈے تعویذ وغیرہ سے کراہت کی اور توہمات سے ممانعت کی۔ تا قومی بیداری پیدا ہو۔ اور ترقی کے میدان میں دوسری قوموں سے قدم پیچھے نہ رہنے پائے۔

(۸)

آٹھویں نمبر پر آپ کا ایک شاندار کارنامہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے جہالت کو دور کر کے علم کو رائج کیا۔ اور دنیا میں اجتہاد کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے روحانیت کے اعتبار سے یہ نظریہ پیش کیا کہ خدا کا قول اور اس کا فعل دونوں برابر چلتے ہیں۔ ان میں تضاد اور مخالفت کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔

موجودہ زمانہ میں خدا کا کلام قرآن پاک ہے اور سائنس خدا کا فعل۔ سائنس کی ترقی کے ساتھ مذہبِ اسلام پر کسی طرح کی زد نہیں پڑتی اور قرآنی شریعت کے کمال میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر موجودہ زمانہ میں سائنس نے ترقی کر کے ہزاروں معلومات حاصل کی ہیں۔ تو یہ سب قرآنی حقائق کو زیادہ روشن کرتی ہیں۔ اس لئے کہ خدا کی مقدس کتاب نے پہلے سے کہہ دیا ہے۔

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا

(آل عمران ع ۲۰)

کہ دنیا کی تمام چیزیں اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتی ہیں۔ ان پر غور و تدبر کی نگاہ ڈالنے والے ان فوائد کو حاصل کر لیتے ہیں جو خدا کی قدرت نے اُن میں پوشیدہ رکھے ہیں۔

پس جب بھی کوئی سائنس دان قدرت کے سربستہ رازوں کی باریکیوں پر غور کر کے کوئی مفید بات معلوم کرے گا تو مذکورہ بالا قرآنی آیات کی تفسیر کر رہا ہوگا۔

الغرض اس نظریہ کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک حقیقی مسلمان کے ذہن کو سائنس کی ترقیات دیکھنے پر ایک ایسے رنگ میں ڈھال دیا۔ جس سے وہ اس کی ایجادات کو خلافِ مذہب یا خلافِ مسلماتِ اسلامیہ نہیں سمجھتا بلکہ اپنے دل میں ایک گونا لذت اور سرور پاتا ہے۔ کہ میرا مذہب کیا ہی پیارا اور کامل مذہب ہے۔ جس نے پہلے ہی سے اس نقطۂ عجیبہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ؎

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

(۹)

علاوہ ازیں نویں نمبر پر آپ کا یہ کارنامہ کچھ کم حیثیت نہیں رکھتا کہ آپ ہی سب سے پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے اس پُر آشوب زمانہ میں جہاد کے غلط مفہوم کی جگہ اصل اسلامی تعلیم کے مطابق جہاد کا صحیح نظریہ پیش کیا۔ اور اس طرح پر بہت سی بے گناہ جانوں کے خون کو جاہل نادان نام نہاد مجاہدین کے ہاتھوں محفوظ کر دیا۔ اور بتایا کہ مذہب دل سے قبول کرنے کا نام ہے نہ کہ جبراً کسی سے بات منوانے کا۔ اور اسلام اس سے حد درجہ نفرت کرتا ہے اور رسول پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور پاک نمونہ اُسے دھکے دیتا ہے۔ کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک عرصہ پیشتر جہاد کی جو تشریح کی اور جو حقیقت اس کی پیش کی اُس وقت کے مسلمان علماء نے مخالفت کی اور طرح طرح کے فتوے لگائے مگر آج ملکی حالات بدل جانے پر ہمارے مخالف علماء اُس قسم کے جہاد کے قائل ہو رہے ہیں جس قسم کے جہاد کی طرف حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے انہیں بلایا تھا۔ ہم چیلنج کرتے ہیں۔ تمام ایسے علماء کو کہ کیا وہ اپنے سابق نظریہ جہاد کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اُن کے عمل نے ثابت کر دیا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ کارنامہ دراصل صحیح اسلامی تعلیم کا آئینہ دار تھا۔ اسی لئے تو وہ آہنی دیوار کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہا اور ملکی حالات کے بدلنے سے اُس نے اپنا پہلو نہیں بدلا۔

(۱۰)

دسویں نمبر پر صنف نازک کے حق میں آپ کا سنہری کارنامہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ جس زمانہ میں مبعوث ہوئے عورت کے حقوق کو ظالمانہ طریق پر پامال کیا جاتا تھا۔ اور بعض مقامات میں حد درجہ سختی سے کام لیا جاتا تھا۔

مگر آپ نے اُن کے جائز حقوق دلائے اور اس سختی کو دور کیا چنانچہ:۔

۱۔ عورتوں کو ورثہ سے محروم رکھا جاتا تھا مگر آپ نے سختی سے روکا اور عورتوں کے اس حق کی تائید کی۔

۲۔ پردہ میں جو ظاہری سختی کی جاتی تھی اُسے دور کیا۔ اور آپ نے بتایا کہ پردہ کی غرض بعض کمزوریوں سے بچانا ہے۔ اور انہیں خاص مصالح کی بناء پر مردوں سے آزادانہ میل جول رکھنے سے روکا گیا ہے۔ نہ کہ قید میں ڈالے رکھنے کی غرض سے۔

۳۔ بالعموم عورتوں کو علم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ آپ نے عورتوں کو علم پڑھانے پر خصوصیت سے زور دیا۔

۴۔ اسی طرح عورتوں سے خاص حسن سلوک اور مردوں کے مساوی مراعات دیئے جانے کی تلقین فرمائی۔

۵۔ عورتوں کو نکاح کے متعلق حقیقتاً اختیارات حاصل نہ تھے۔ آپ نے اس حق کو قائم کیا۔ اور نکاح کے لئے عورت کی رضامندی ضروری قرار دی۔

۶۔ اُس وقت طلاق کا رواج اس قدر وسیع تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی آپ نے اسے روکا اور جس حد تک ممکن ہو تعلق نکاح کو قائم رکھنے کا ارشاد فرمایا:۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱ پر)

منتخب خبریں

نیو یارک ۔ ۲۲ر اپریل ۔ ایک سرکاری کمیٹی نے پچھلے دنوں ہدایت کی تھی کہ کمیونسٹ پارٹی اپنے ممبروں کے ناموں کا اعلان کرے۔ کمیونسٹ پارٹی نے اس کے جواب میں واضح کیا ہے۔ کہ وہ اپنے ممبروں کے ناموں کا اعلان نہیں کرے گی۔

کمیٹی کا یہ الزام غلط ہے کہ امریکن کمیونسٹ کسی بیرونی ملک کے ایجنٹ ہیں۔ گذشتہ جنگ میں ۱۵ ہزار کمیونسٹ محوریوں کے خلاف امریکن فوج میں بھرتی ہو کر جنگ کر چکے ہیں۔ یہ ان کے محب وطن ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ کمیونسٹ پارٹی کی تمام تاریخ وطن کے ساتھ

دہلی ۔ ۲۲ر اپریل ۔ وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو نے شری دلی اللہ کو بتایا کہ اپریل ۱۹۵۰ء سے اب تک ۷۶۸ عیسائی مشنری ہندوستان آ چکے ہیں۔ ان میں امریکہ سے ۱۰۲۸۔ اٹلی سے ۱۶۹۔ اور سپین سے ۱۳۰ مشنری ہند آئے ہیں۔ اس تعداد میں دولت مشترکہ کے ممالک سے آنے والے مشنری شامل نہیں ہیں۔

مجلس انصار اللہ کی توجہ کیلئے

نظارت تعلیم و تربیت قادیان گذشتہ کئی سالوں سے سلسلہ کی کتب کا امتحان لیتی رہی ہے تا اسکے ذریعہ سے احباب جماعت میں سلسلہ کے لٹریچر کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہو۔ چنانچہ اس سال کے لئے جیسا کہ احباب اخبار بدر کے گذشتہ پرچوں میں ملاحظہ کر چکے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "الوصیۃ" مقرر کی گئی ہے جس کا امتحان ۲۱ر جون ۱۹۵۳ء کو منعقد ہوگا۔

اس اعلان کے ذریعہ مجلس انصار اللہ کے تمام ممبران کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس امتحان میں شامل ہوں۔ اور دوسرے احباب کو بھی اس میں شامل ہونے کی تحریک کی جائے۔ اور اس میں شامل ہونیکے خواہشمند احباب کے نام مع ولدیت بجماعت ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان کو بھجوا دیں۔

(صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان)

کالٹ ۔ ۲۲ر اپریل ۔ پاکستان کے جہاز "ذوالفقار" اور جہلم برطانیہ کو روانہ ہو گئے۔ جہاں وہ ملکہ الزبتھ کے جشن تاجپوشی کی تقریب پر جہازوں کی پریڈ میں حصہ لیں گے۔

جالندھر ۔ ۲۵ر اپریل ۔ پنجاب میں گندم سے کنٹرول اور راشننگ ختم ہونے کے موقعہ پر چیف منسٹر شری بھیم سین نے اعلان کیا ہے کہ حکومت صوبہ سے گندم کا کنٹرول کی ناجائز برآمد کو روکنے کے لئے زبردست پیش بندیاں کر رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے عوام سے اپیل کی۔ کہ وہ سرحدی علاقوں کے ساتھ ساتھ اپنے سکوایڈ منظم کر کے یہ خیال رکھیں کہ گندم کا ایک بھی دانہ پنجاب سے باہر نہ جانے پائے

آپ نے مزید اعلان کیا کہ جو شخص صوبہ سے ناجائز طور پر برآمد کی جا رہی جتنی گندم پکڑائے گا یا ایسی ناجائز برآمد کے متعلق اطلاع دے گا۔ تو اتنی گندم کا نصف حصہ بطور انعام ملے گا۔

نئی دہلی ۔ ۲۱ر اپریل ۔ دفاعی تنظیم کے وزیر مسٹر مہابیر تیاگی نے ایک سوال کے جواب میں پروفیسر این۔ سی شرما کو بتایا کہ حکومت برطانیہ کی دعوت پر ہندوستانی بحریہ کے تین جہاز ملکہ الزبتھ کے جشن تخت نشینی میں حصہ لینے کے لئے انگلستان جائیں گے۔ یہ جہاز اسپٹاہیڈ کے بحری جہازوں کے مظاہرے میں حصہ لیں گے۔

انہوں نے بتایا کہ اس مظاہرہ میں حصہ لینے والے دوسرے ممالک میں امریکہ، روس، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، پرتگال، ڈنمارک، اٹلی، یونان، برازیل اور ترکی شامل ہیں۔

مسٹر تیاگی نے بتایا کہ اس بحری مظاہرہ میں شرکت کی دعوت برطانیہ نے تمام ممالک کو دی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اس بات کی توقع ہے کہ اس بحری مظاہرہ میں حصہ لینے سے جہازیوں کو کافی تجربہ حاصل ہوگا۔ اس مظاہرہ میں تین ہندوستانی جہاز حصہ لیں گے۔

جنیوا ۔ ۲۱ر اپریل ۔ اقوام متحدہ کی مقرر کردہ کوریا کی تعمیری ایجنسی کے ڈائرکٹر الیغان ریڑنے بتایا کہ کوریا کے باشندے دنیا میں بری زندگی گذار رہے ہیں۔ کوریا کے نصف باشندے بالکل فقیر ہیں اور غیروں کی امداد پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کوریا میں ۲۸ ہزار بچے یتیم ہیں۔ اندھوں اور بہروں کی تعداد ۷۵ ہزار سے زائد ہے۔ ہزارہا نفوس بست و پا بریدہ ہیں۔ ۱۵ ہزار بچے آوارہ گردوں کی طرح زندگی کرتے ہیں ۳ لاکھ عورتیں بیوہ ہیں جو اپنی اور اپنے بچوں کی کفالت کے ذرائع سے قطعی محروم ہیں۔

کراچی ۔ ۲۰ر اپریل آج وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے ایک حکم دیا ہے۔ کہ جب وہ کہیں آیا جایا کریں تو ان کے لئے راستوں میں آمد و رفت بند نہ کی جایا کرے ۔ وزیر اعظم عوام کا سب سے بڑا خادم ہوتا ہے اس لئے میرے کہیں جانے کے وقت راستے بند کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے (بقیہ صفحہ ۱۰)

اس کے مقابلہ میں خلع کا دائرہ اس قدر تنگ کیا گیا تھا۔ کہ بے چاری عورت گھٹ گھٹ کر مر جاتی ۔ اس کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ آپ نے اس دروازہ کو کھولا اور عورت کے حقوق جو شریعت نے اسے دیئے ہیں پھر قائم کئے اور بتایا کہ طلاق کے مقابل میں عورت کو خلع کا حق ہے۔ اور صرف اس قدر فرق ہے کہ عورت کے لئے شرط ہے۔ کہ وہ قاضی کی معرفت علیحدگی حاصل کرے ۔ ورنہ عورت کی تکلیف اور احساسات کا شریعت نے اسی قدر پاس کیا ہے جس قدر مرد کے احساسات کا

(باقی) محمد حفیظ بقاپوری)

فیصلہ کن کتاب مفت

احمدیت کے مختلف مسائل کے متعلق خود بانی سلسلہ کے اصل فیصلہ کن مضامین کی کتاب جس کے ذریعہ تمام جہان کے مسلمانوں پر خدا تعالےٰ کی حجت پوری ہو جاتی ہے کارڈ آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

زکوٰۃ
کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

(۱) بعض لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ کہ یہ روپیہ حلال کی کمائی سے ہے۔ دیکھو اگر ایک کتا ذبح کیا جائے اور اس کے ذبح کرنے کے وقت اللہ اکبر بھی کہا جائے ایسا ہی ایک سوئر لوازمات ذبح کے ساتھ مارا جائے ۔ تو وہ کتا یا سوئر حلال ہو جاوے گا؟ وہ تو بہر حال حرام ہی ہے۔

زکوٰۃ تو تزکیہ سے نکلی ہے ۔ اس کے ذریعہ سے مال پاک ہو جاتا ہے کہ انسان حلال کی روزی حاصل کرتا ہے ۔ اور پھر اس کو دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

انسان میں اس قسم کی غلطیاں ہیں کہ اصل حقیقت نہیں پہچانتے ۔ ایسی باتوں سے دست بردار ہونا چاہیئے ۔ ارکان اسلام بجا لانے کے واسطے ہیں ۔ مگر ان غلطیوں سے لوگ کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں۔

(۲) یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اسی طرح کے ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔

(۳) زکوٰۃ کیا ہے؟ یُؤْخَذُ مِنَ الْاُمَرَآءِ وَیُرَدُّ اِلَی الْفُقَرَآءِ امراء سے لیکر فقراء کو دی جائے اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی دکھائی گئی ہے ۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں ۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں ۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی امداد کی جاتی (براہین احمدیہ)

(۴) غرباء اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے ۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا ۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اس جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے (کشتی نوح) [illegible]

[illegible]۔ امید ہے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کے جملہ افراد اس اہم فریضہ اسلام کی ادائیگی طرف فوری توجہ فرمائیں گے ۔ جماعتوں کے سکرٹری مال اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب دوستوں کے ذمہ زکوٰۃ کی تشخیص کر کے جلد از جلد نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں ۔ نیز جن صاحب نصاب احباب کے ذمہ ادائیگی زکوٰۃ کی رقم واجب ہو چکی ہو ان کو چاہیئے کہ وہ بلا تاخیر رقم مرکز میں بھجوا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

وصیتیں

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

۱۲۲۰۱ ۔ منکہ احمد حسین ولد محمد حسین صاحب قوم بٹ کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ رنومبر ۱۹۴۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ کیونکہ میں اس وقت درویش ہوں اور قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں مجھے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مبلغ پانچ روپے بطور امداد ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جب میری کوئی اور آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ المرقوم ۸ ۱۱/۴۸ ۔ العبد احمد حسین درویش ۱۹۴۸ء دار المسیح قادیان حلقہ مسجد مبارک ۔ گواہ شد خواجہ عبد الکریم خالد نائب نگران درویشان حلقہ مسجد مبارک ۸ ۱۱/۴۸ ۔ گواہ شد خواجہ عبد الستار درویش قادیان ۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد احمد حسین درویش ۱۹۴۹ء ۴/۴۹ ۱۱ گواہ شد ملک صلاح الدین قادیان ۴/۴۹ ۱۱ گواہ شد عطاء اللہ ۴/۴۹ ۱۱

۱۲۲۰۳ ۔ منکہ شیر احمد خان ولد خان میر خان قوم افغان پیشہ تجارت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ رنومبر ۱۹۴۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی آمد نہیں۔ کیونکہ میں اسوقت درویش ہوں اور قادیان میں درویشانہ زندگی گذار رہا ہوں مجھے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مبلغ پانچ روپے ماہوار بطور امداد ملتے ہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جب میری کوئی اور آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا ۔ العبد شیر احمد خان ولد خان میر خان ۸ ۱۱/۴۸ گواہ شد خواجہ عبد الکریم خالد نائب نگران درویشان حلقہ مسجد مبارک قادیان ۸ ۱۱/۴۸ گواہ شد خواجہ عبد الستار درویش ۱۹۴۸ء دار المسیح قادیان میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی ۔ العبد شیر خان ولد خان میر افغان ۔ گواہ شد عطاء اللہ بقلم خود گواہ شد مرزا عبد اللطیف ننگر خانہ درویش ۱۹۴۸ء قادیان ۱۶ ۲/۴۹

۱۳۰۰۶ ق ۔ منکہ کنیزہ خاتون زوجہ عبد الحمید صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ڈاکخانہ امروہہ ضلع مراد آباد یو۔پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد زیور چاندی مالیتی ۶۰/۰ روپے اور مہر ۲۰۰/۰ روپے کل ۲۶۰/۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو بھی میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامتہ کنیزہ خاتون زوجہ عبد الحمید صاحب نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۵ ۱۱/۵۲ ۔ گواہ شد عبد الحمید بقلم خود امروہہ ضلع مراد آباد ۔ محمد ایوب ولد نبی گنج ۱۵ ۱۱/۵۲

۱۳۰۵۱ ق ۔ منکہ خاتون بی بی زوجہ محمد شفیع صاحب قوم پٹھان عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مودھا ڈاکخانہ رگول ضلع ہمیر پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ ۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری اس وقت جائیداد صرف مہر ۵۰۰/۰ روپے ہے جو کہ اس وقت تک خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامتہ خاتون بی بی بقلم خود ۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۱ ۲/۵۲ ۔ گواہ شد محمد شفیع احمدی بقلم خود زوج موصیہ ۲۱ ۲/۵۲

۱۳۰۵۳ ق ۔ منکہ عبد الحبیب احمدی ولد سردار صاحب گاڑی گر قوم شیخ پیشہ ملازمت بنگی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن یادگیر ڈاکخانہ خاص ضلع گلبرگہ صوبہ حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۰ ۱۰/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ بصورت مکان واقع محلہ دستگیر پیٹھ (احمدیہ محلہ) یادگیر ہے۔ جس کی مالیت ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور جائیداد منقولہ بصورت زیورات نقری و طلائی قیمتی پانچ سو روپیہ ہے اس طرح مجموعی جائیداد ڈیڑھ ہزار روپیہ کی ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ اس رقم کی ادائیگی میں جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کروں گا۔ وہ اس سے منہا کر دی جائیگی اس کے علاوہ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے پر جو جائیداد مزید اور میری ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی ۔ العبد ۔ عبد الحبیب احمدی ۔ گواہ شد محمد عبد الحی احمدی امیر جماعت یادگیر گواہ شد

محمد اسمٰعیل مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ ۔ ۱۳۰۵۸ ق ۔ وی کے محی الدین ولد بابو قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن کوڈالی ڈاکخانہ خاص ضلع مالابار صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۹ ۱/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ۔ اس وقت میری آمد ماہوار مبلغ ۱۰۰/۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ فقط ۱ ۱/۵۰ العبد موصی V. K. Mohyddin گواہ شد
A. Abdurrazak II Floor 82 Narayan Dhuro street Bombay. 2. گواہ شد V. K. Umar Malabari Beedi shop No 131, 9 Nowroji Hill Road Dongri Bombay-9

۱۳۰۶۰ ق ۔ منکہ سید عبد الغفار ولد سید بدھان علی قوم سید پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن مونگھیر محلہ سعد پور ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۲/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اس وقت جائیداد ایک دکان اور ایک رہائشی مکان ہے جس کی اندازاً قیمت ساڑھے تین ہزار اور ساڑھے چار ہزار ہوگی ۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اور علاوہ ازیں ماہوار آمد ۵۰ روپے ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ والسلام ۔ العبد سید عبد الغفار بقلم خود ۸ ۲/۵۰ ۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۸ ۲/۵۰ ۔ گواہ شد خلیل احمد امیر جماعت احمدیہ مونگھیر ۸ ۲/۵۰

۱۳۰۷۰ ق ۔ منکہ زہرہ بی بی بیوہ سید غلام رسول صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۰۵ء ساکن گوپال پور ڈاکخانہ قاضی ہاٹ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ ۴/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ اس وقت میری جائیداد صرف غیر منقولہ ۴۸ ڈسمل زمین ہے جس کی رائج الوقت کی قیمت قریباً سولہ سو ۱۶۰۰ روپے ہے ۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ اور وفات کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ فی الحال ایک سو روپے حصہ جائیداد کی بابت ادا کرتی ہوں ۔ باقی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گی ۔ الامتہ نشان انگوٹھا زہرہ بی بی ۲۶ ۴/۵۰ ۔ گواہ شد کتبہ خاکسار سید غلام احمد احمدی عفا اللہ عنہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سونگھڑہ کٹک ۲۶ ۴/۵۰ ۔ گواہ شد خاکسار سید بفضل عمر تبلیغی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲۶ ۴/۵۰

۱۳۰۷۶ ق ۔ منکہ شیخ انعام اللہ ولد شیخ رحم علی صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ بیکاری عمر ۹۰ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۰۵ء ساکن کنیدرہ پاڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۷ ۱/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ۔ تین سو روپے نقد ہے اور میرے لڑکے جو ماہوار آٹھ روپے بطور جیب خرچ دیا کرتے ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر اس کے بعد اور کوئی رقم یا جائیداد پیدا ہو تو اس کی بھی ادا کر دی جائیگی ۔ فی الحال اس ۳۰۰ روپے نقد کی ۱/۱۰ مبلغ تیس روپے اور مبلغ پانچ روپے اعلان وصیت اور ۸/۱ فیصد قسط اول کل ۳۵/۸/۱ روپے بد زر وصیت ۔ جماعت احمدیہ کنیدرہ پاڑہ میں معرفت انسپکٹر بیت المال جمع کر دیا ہے ۔ اور رسید حاصل کر لیا ہے ۔ بعد منظوری وصیت میری درخواست ہے کہ میری قبر پر کتبہ لگانے کا جو خرچ سیکرٹری بہشتی مقبرہ طلب فرمادیں گے ۔ فوراً پیش کر دوں گا ۔ العبد شیخ انعام اللہ موصی بقلم خود ۔ گواہ شد عبد الصمد احمدی بھاگل پوری ۔ گواہ شد بحروف انگریزی شیخ رحمت اللہ آف کنیدرہ پاڑہ ۔

۱۳۰۷۸ ق ۔ منکہ عطرن بی بی بیوہ فقیر خان صاحب قوم پٹھان پیشہ کاشتکاری عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن رتی پور ڈاکخانہ کودیاری ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۴/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں مندرجہ ذیل کی جائیداد جو میرے قبضہ میں ہے ۔ جائیداد منقولہ جو میرے پاس ہے تین تولہ ہے جس کی قیمت تین سو روپے اور جائیداد غیر منقولہ میں سے میرے قبضہ میں تین بیگھہ زمین جس کی قیمت ۱۲۰۰/۰ روپیہ ہے ۔ کل جائیداد جو میرے قبضہ میں ہے اس کی قیمت ۱۵۰۰/۰ روپیہ ہے ۔ اس کا دسواں حصہ میں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ رمئی ۱۹۵۱ء بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں ۔ اگر میں حین حیات اپنی جائیداد کا دسواں حصہ ادا نہ کر سکوں تو میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا کہ وہ بوساطت پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ میری متروکہ جائیداد میں سے وصول کر کے داخل خزانہ کر دیں گے ۔

الامتہ نشان انگوٹھا عطرن بی بی ۔ گواہ شد شیخ طاہر الدین بادر کلاں موضع کیرنگ ۔ گواہ شد فیاض الدین خان پوسٹ ماسٹر کیرنگ